ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

مجموعہ

کلام اردو و فارسی حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد مظفر الدین صدیقی المتخلص **معلی**
حیدرآبادی نور اللہ مرقدہ سابق مددگار ناظم ڈاکخانہ جات
ریاستِ حیدرآباد دکن موسوم

ریاضِ معلیٰ

جسمیں حضرت مولانا مولوی قاضی
محمد شریف الدین صاحب مدظلہ مصحح دائرۃ المعارف النظامیہ و استاد
شہزادگان بلند اقبال و شہزادیان فرخندہ فال سلطان دکن حضرت
آصف سابع خلد اللہ ملکہ نے حضرت
معلی کی سوانح و کلام پر عالمانہ تبصرہ کیا ہے

جامع

محمد ریاض الدین علی صدیقی ریاض خلف حضرت **معلی** مرحوم مغفور

بار اول

عماد پریس میں چھپا

۵۰۰ جلد چھپے

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ

اِلتماسِ ضروری

مصنف دیباچہ الحاج حضرت مولانا قاضی محمد شریف الدین صاحب مدظلہ مصحح دائرۃ المعارف النظامیہ واُستاد شہزادگانِ بلند اقبال شہزادیان فرخندہ فال حضور پرنور سلطان دکن نواب میر عثمان علیخان آصفجاہ [illegible] خلد اللہ ملکہ کی نسبت اس قدر تعارف مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ آپ بلحاظ جدی ہونیکے لحاظ سے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ اُستاد سلاطین دکن کے رشتہ میں چچا اور روحانی توسل کے لحاظ سے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید اور پیر بھائی ہوتے ہیں حضرت معلی اور ان حضرات میں بلحاظ قرابت و نسبت روحانی ایسے گہرے تعلقات تھے کہ ان ہر سہ حضرات کو ایک جان دو قالب کے بجائے سہ قالب کہا جائے تو بیجا نہوگا

دیباچہ میں جہاں کہیں حضرت معلی کے رفقاء سفر کے نام درج ہیں وہاں حضرت قاضی صاحب نے اپنا اسم گرامی کسر نفسی سے نظر انداز فرمایا ہے اس لئے یہاں اسکی توضیح کردیجاتی ہے۔

بعض قصائد اور غزلیات بے وقت دستیاب ہونیسے بلا لحاظ سلسلہ ابجد درج کی گئیں اور حصہ اول و دوم کا صحت نامہ حصہ دوم کے آخر۔ دیباچہ اور حصہ سوم کا صحت نامہ حصہ سوم کے آخر درج کیا گیا ہے اس کے علاوہ سہو کتابت سے کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ناظرین سے اُمید ہے کہ اس ہیچمدان کو معاف فرما کے صحت فرمالیجائے گی۔

حضرت مولانا سید شاہ حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین روضۂ حضرت نے قطعہ تاریخ اور عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر شاد پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ نے بہ لحاظ تلمذ حضرت معلی تقریظ اور جناب نواب فصاحت جنگ جلیل اُستاد شہریار دکن اور جناب حکیم عاشق حسین صاحب بالخصوص نے جو قطعات تاریخ روانہ فرمائے اسکا دل سے مشکور ہوں۔

میں اپنے بھائی مظہر الدین احمد صاحب کا ممنون احسان ہوں کہ بھائی صاحب نے مصروفیت کار سرکاری و مشغولیت امتحان جو ڈپلم امتحان بی اے کلاس کے باوجود نقل کلام اور تصحیح طبع میں میری کافی مدد فرمائی اسیطرح بالخصوص اپنے قابل قدر دوست جناب مرزا حسینی بیگ صاحب منشی فاضل اور مولوی سید حبیب اللہ صاحب حلمی کا رہین منت ہوں کہ ان احباب نے اپنا قیمتی وقت اس مبارک کام کی تکمیل میں بخلوص دل صرف فرمایا آخر میں دعا ہے کہ اس مبارک کام میں جن جن حضرات نے حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو دارین میں شاد کام رکھے اور حضرت کے طفیل میں باستقامت باطن جملہ بھائیوں کے ساتھ اس ناچیز کا خاتمہ بخیر فرمائے۔

محمد باذل الدین علی تقی جعفری [illegible]

[illegible] ذی الحجہ [illegible] ۱۳[illegible]

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

مجموعہ کلام نعتیہ اردو مصنفہ قبلہ گاہم حضرت مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلیٰ حیدرآبادی علیہ الرحمۃ سابق مددگار ناظم ٹپہ خانہ جات دولت آصفیہ

موسوم بہ

ریاض معلیٰ

۱۳۴۲ھ

(۱) دیباچہ (۲) قصائد نعتیہ (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible]

حصہ اول

مرتبۂ خاکسار محمد ریاض الدین علی ریاض حیدرآبادی عفی اللہ عنہ

صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی فرزند حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

عماد پریس واقع ہمتہ بازار حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الٰہی آنکہ نامش را بنامِ خویش ضم کردی
مراسوئیش نودی رہ چہا برمن کرم کردی

انتساب | شیخ الاسلام دکن حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ اُستاد سلاطین آصفیہ وصدر الصد
وسعین الہام اُمور مذہبی دولتِ آصفیہ جنکا نامِ مبارک الحافظ الحاج مولانا مولوی محمد انوار اللہ نور اللہ م
اور تخلص انورؔ ہے گو بالطبع شاعر نہ تھے مگر شاعری سے اتنا ذوق واعتناء ضرور تھا کہ کبھی کبھی حض
امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حکیم عمر خیام کے رنگ میں رباعیات وغزلیں موزوں فرمالیا کرتے
حضرتِ معلّی مرحوم کو آپ سے بہ لحاظ تبعیت روحانی توسل ہونیکے علاوہ باہم قرابت قریبہ بھی ت
اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ دیباچہ سے پہلے اِن دو بزرگواروں کے صوری ومعنوی تعلق و و
انتساب کے اظہار کی غرض سے عنوان کا شعر جو حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے جذباتِ معارف کا نمونہ او
حمد ونعت کا بہترین مجموعہ ہے تبرکاً زیبِ دیباچہ کیا جائے۔

ولادت وحالاتِ خاندانی | مولوی حاجی محمد مظفر الدین مرحوم المتخلص معلّی فرز
میں پیدا ہوئے آپ کا وطن احمد پور ضلع بیدر عرف محمدؐ آباد ہے آپ میانہ قد۔ گند
کشادہ پیشانی وکشادہ ابرو بلند بینی میش چشم تھے۔ ریش دبروت سفید سیدھی ا
گوشہ پر ایک سیاہ مسّہ بھی تھا۔ چہرہ سے تبحّر علمی متانت اسلامی شوکت ودقتِ نظر کے آثا
تھے آپ کا سلسلۂ نسب (اکیس ۲۱) واسطوں سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتا
رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور حضرت خواجہ صاحب (بارھویں ۱۲) پشت میں حضرت
خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوتے ہیں آپ کے مورثِ اع

ی محمد عبدالقادر صاحب مرحوم شہنشاہِ اورنگ زیب عالمگیر کے ہمراہ دکن آئے۔ عالمگیر
طرح علم و فضل کا نقاد و جوہر شناس عالم تھا اسی طرح شرفا نواز بادشاہ بھی تھا مولوی
بدالقادر صاحب مرحوم کے علم و فضل زہد و ورع پر عالمگیر کو کامل بھروسہ تھا اس لئے دکن پہ
ہو کر مولانا کو مختلف خدماتِ شرعیہ قضاءت احتساب۔ افتاء پر مامور کرکے بصلۂ خدمات
ب و جاگیر سے بھی ممتاز فرمایا رفتہ رفتہ افرادِ خاندان کی توفیر و ازدیاد کے باعث جاگیر و مناصب
سم ہوگئے چنانچہ آج تک بھی حضرتِ معلی کے چاروں فرزند اگرچہ مقدار قلیل ہے حصص جاگیر سے
فید ہو رہے ہیں حضرتِ معلی کے جد فاسد مولوی غلام محی الدین صاحب مرحوم نواب ناصر الدولہ
ں منزل کی ہمشیرہ شہزادی کمال النسا بیگم و محل حضرتِ غفران منزل روشن بی صاحبہ فضل النسا بیگم صاحبہ
استاد تھے اسیطرح باشاہ کھرڈلہ ہمراہ آصف جاہِ ثانی نواب میر نظام علیخاں بہادر غفران مآب مرہٹوں کی
ی میں حضرتِ معلی کے والد کے پھوپا شہید ہوجانیسے ان کی بیوہ حرم محترمہ بادشاہ بیگم صاحبہ
حضرتِ معلی کے دادا محمد بہاؤ الدین صاحب کی حقیقی ہمشیرہ تھیں حضرتِ غفران مآب نے
دختر شہزادی انجم النسا بیگم صاحبہ کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا حضرتِ معلی کو ننھیال کی طرف سے
ت ابوالفتح محمد شمس الدین عرف ملتانی بادشاہ قدس سرہ سے بھی (جنکا مزار مبارک اسوقت
شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے) رشتۂ قرابت حاصل ہے۔

یم و تربیت

حضرتِ معلی مرحوم چونکہ ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے
ی تعلیم آپنے اپنے والد بزرگوار مولوی محمد متین الدین صاحب صدیقی مرحوم سے
جب علم کے شوق نے کشاں کشاں بلدۂ حیدرآباد پہنچایا تو اولاً آپ نے مولوی محمد یعقوب
م حیدرآبادی سے چند کتابیں پڑھیں اس کے بعد چونکہ ان دنوں دکن میں علامۂ زماں
ت مولانا مولوی ابورجا محمد زماں خاں شہید علیہ الرحمۃ استاد سلاطین دکن مغفرت مکان نواب
الدولہ آصف جاہ خامس و حضور پرنور نواب میر محبوب علیخاں آصفجاہ سادس غفران مکان کا حلقۂ
بہت وسیع تھا جسمیں طلبہ جوق جوق آکے مستفیض ہو رہے تھے حضرتِ معلی مرحوم نے

علامہ کے دار العلم میں شریک ہو کر عربی کی تکمیل کی اور دیگر علوم مروجہ کا درس بھی اُسی دار العلم میں ختم فرمایا تا آنکہ آپ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے رشید شاگردوں میں شمار کئے جانے لگے چنانچہ حضرتِ شہید علیہ الرحمہ اور ان کے بھائی کی سوانح حیات مسیح وغیرہ میں جا بجا حضرت مرحوم کے شاگرد رشید ہونے اور علم و فضل کے متعلق ذکر آیا ہے حضرتِ معلی مرحوم کے ہم سبق اور اُستاد بھائیوں کی مختصر فہرست یہاں درج کی جاتی ہے جو صفحہ ۴۲۵ حیات مسیح سے نقل کی گئی ہے۔

(۱) نواب میر محبوب علیخاں غفران مکاں سلطان دکن (۲) مولوی شیخ احمد صاحب المخاطب نواب رفعت یار جنگ بہادر مرحوم (۳) مولوی محمد صدیق صاحب المخاطب نواب عماد جنگ بہادر مرحوم ہوم سکرٹری (۴) مولوی عبد السلام خانصاحب المخاطب نواب مقتدر الدولہ بہادر مرحوم صوبہ دار اورنگ آباد (۵) بہاؤ الدین خاں صاحب المخاطب نواب بشیر نواز جنگ بہادر مرحوم صوبہ دار دولتِ آصفیہ (۶) مولانا مولوی مسیح الزماں خاں علیہ الرحمہ استاد حضرت غفران مکاں (۷) مولوی محمد شاہ صاحب مترجم خیر المواعظ (۸) مولوی عبد الرحمن صاحب یاد مرحوم (۹) مولوی عبد الرحیم صاحب ضیاء مرحوم (۱۰) مولوی غوث الدین صاحب مہاجر مرحوم (۱۱) مولوی محمد حنیف صاحب نقشی حیدر آبادی (۱۲) مولوی بدیع الدین صاحب بھوکری (۱۳) مولوی سید ابو تراب صاحب مرحوم (۱۴) مولوی سید یعقوب صاحب حسینی مرحوم (۱۵) مولوی سید عبد اللہ صاحب مرحوم (۱۶) مولوی عبد الرحیم صاحب (۱۷) مولوی غلام سید الانام صاحب وغیرہم۔

صوبہ دار ورنگل

ملازمت و خدماتِ اعزازی

حضرتِ معلی مرحوم فارغ التحصیل ہوتے ہی سررشتہ مال میں ملازم ہو گئے۔ دیانت و راستبازی چونکہ آپ کا نصب العین

تھا اِس لئے چند ہی روز میں آپ کے خدمات عام طور پر پسندیدہ اور مستحسن سمجھے جانے لگے
آپ کی دیانت اور جفاکشی کی شہرت نے نواب مختار الملک بہادر جیسے مدبر وزیر اعظم
کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا چونکہ ضلع بندی سے پہلے سررشتہ ٹپہ کا انتظام باقاعدہ اصول پر
نہ تھا اور عام طور پر بدنظمی پھیلی ہوئی تھی جس سے نہ صرف ٹپہ کی روانگی میں رکاوٹ پیدا
ہوتی تھی بلکہ طرح طرح کی مشکلات حائل تھیں اِس لئے ضرورت تھی کہ اِن نقائص کو
دور کرنے کیلئے حضرتِ معلی مرحوم جیسی روشن دماغ اور غیر معمولی ذہانت والی ہستی کا
انتخاب کیا جائے چنانچہ نواب صاحب ممدوح نے سررشتۂ ٹپہ کا انتظام آپ کے سپرد فرمادیا
اور آپ نے ممالک محروسہ کا دورہ کرکے جابجا ناکہ جات قائم کئے اور ٹپہ کے عبور و مرور کا
بہترین انتظام کیا اور سررشتۂ ٹپہ کی پیش آیند ضروریات کو مدنظر رکھ کے ایک باضابطہ
دستور العمل بھی مرتب فرمایا بالآخر صدر مددگار ناظم ٹپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی
یعنی (ڈپٹی انسپکٹر جنرل پوسٹ آفس) کی خدمت سے وظیفہ پر سبکدوشی
حاصل فرمائی۔

وظیفہ پر علیحدہ ہونے کے بعد بھی خدمات اعزازی حیثیت سے آپ کے تفویض رہیں
آپ نے ناظمِ حجاج کی اعزازی خدمت بھی انجام دی اور دائرۃ المعارف النظامیہ کے
معتمد رہنے کے علاوہ تا حیات اِس کے رکن انتظامی بھی رہے مشہور مدرسۂ نظامیہ
وہ دینی مدرسہ ہے جس کا افتتاحی اجلاس آپ کے دیوان خانہ میں ہوا تاریخ قیام سے
اُس کے معتمد اعزازی رہے اور تا دمِ زیست اُس کی ترقی صلاح و بہبود میں آپ
ہمہ تن کوشاں رہے۔ نیز مدرسۂ محبوبیہ (شاہ علی بندہ) کی معتمدی اور علامہ شہید رح
کے عرس وغیرہ کا جملہ انتظام شاگرد رشید ہونے اور دیرینہ تعلق کے لحاظ سے ایک مدت
دراز تک آپ کے زیر نگرانی رہا۔

تعمیر حجاز ریلوے کے زمانے میں آپ نے فراہمی چندہ میں نہ صرف نمایاں سعی

فرمائی بلکہ خود بھی ایک معتدبہ رقم چندہ میں دی اِس سعی و ایثار کے صلہ میں کمیٹی حجاز ریلوے نے سند سلطانی و تمغا بھی عطا فرمایا تھا اِس کے علاوہ آپ جس محلہ میں مقیم تھے وہاں کے میر محلہ کی خدمت بھی ایک مدت تک آپ ہی سے متعلق رہی پیرانہ سالی اور مرض فالج واقع ہو جانے سے آپ نے اِس خدمت کو اپنے بھائی مولوی محمد سعد الدین صاحب وظیفہ یاب سرکار عالی کے سپرد کروا دی چنانچہ اس وقت تک بھی سعد الدین صاحب اِس خدمت کو انجام دیرہے ہیں

حالاتِ معاشرت

حضرتِ معلٰی مرحوم نہایت با خدا خلیق مزاج حلیم الطبع ذی مروت علم دوست بزرگ تھے ہمیشہ بلا لحاظ موسم نماز تہجد کے لئے دو بجے بیدار ہو جاتے بعد نماز تہجد و فراغ ذکر و شغل اگر طبیعت راہ دے تو شعر و سخن کی تصنیف فرماتے۔ اِس کے بعد اگر کچھ وقت مِل جائے تو بہ لحاظ حفظ ماتقدم و عدم ہرج کار سرکاری آرام فرمایا کرتے اور پھر نماز فجر کے لئے بیدار ہو جاتے تھے فجر کی نماز پڑھ کر اشراق تک اوراد و وظائف و تلاوتِ قرآن مجید کا حسبِ عادت مشغلہ رہتا تھا یہ نظام العمل ابتدائی زمانے میں رہا جب حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے آپ مشرف ہو چکے تو شب بیداری آپ کے روزانہ مشاغل میں داخل ہو چکی تھی رات کا نصف سے زیادہ حصہ اکثر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی فیض بخش صحبت میں گزرتا تھا اِس کے بعد پچھلی کے وقت آپ اپنے گھر واپس ہوتے تھے۔ کیسی ہی بارش ہو مگر آپ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر بپابندی تشریف لے جاتے تھے حتیٰ کہ طغیانی رود موسیٰ کے وقت گولیوں کی حالت مخدوش تھی مگر آپ معمول کے موافق گئے اور واپس ہوئے

آپ کا دستر خوان افراط تفریط سے بری اور نہایت وسیع تھا آپ کا دیوانخانہ دن رات مختلف علم و کمال کے لوگوں کے لئے ایک اچھا خاصا ضیافت کدہ تھا

آپ میں خدا ترسی بدرجہ اتم موجود تھی دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ پہلے پہلے ہفتہ میں دو دفعہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو آپ کی قیام گاہ میں ایک مجلس

مختص شرکاء کے ساتھ منعقد ہوا کرتی جس میں آپ کے پیر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ
شریک رہتے۔ مثنوی مولانا روم اور عوارف المعارف کے جستہ جستہ مقامات کا درس ہوا
کرتا جس میں حقائق و معارف کے دقیق نکات و رموز کی توضیح و تشریح ہوا کرتی تھی اس کے
بعد اس مبارک صحبت کا قیام روزانہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے دولتکدہ پر رہا
جس میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی تصانیف فصوص الحکم فتوحات مکیہ وغیرہ کا مذاکرہ
جاری رہا کرتا تھا۔

حضرت معلی کی ازواج و اولاد

آپ کی تین بیویاں تھیں جن میں سے دو لاولد فوت ہوئیں صرف ایک بیوی جو
اس وقت موجود اور حضرت شیخ سلطان الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی آل سے
ہیں (جن کا مزار مبارک کڑپہ کرنول علاقہ مدراس میں اسوقت زیارت کدۂ خاص و عام ہے)
صرف اُن کے بطن سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ آپ کی بڑی لڑکی مظہر النساء
قاضی محمد سعید الدین صاحب قاضی آشٹی و نبواسہ تعلقہ احمد نگر سے اور چھوٹی لڑکی
وحید النساء جاگیر دار مولوی غلام دستگیر صاحب مفتی احمد پور سے جو حضرت معلی کے
برادر زادہ ہیں بیاہی گئیں۔

آپ کے بڑے فرزند حاجی محمد احتشام الدین صاحب تجلی اللہ معمر (۵۰) سالہ مہاراجہ
سر یمین السلطنت بہادر کے علاقہ میں سر رشتہ دار عدالت تھے جو اسوقت وظیفہ حسن خدمت
پا رہے ہیں اوائل سن شعور میں آپ کو بھی شعر و سخن کا اچھا مذاق رہا ہے یہاں چند شعر
آپ کے طبعزاد نقل کئے جاتے ہیں۔

کیا بھروسہ ہے رفاقت کا کروں یاروں کا
زار ہوں جام مکاں پر ترے چڑھ جاؤں گا
ہے تجلی تری قسمت کا ستارا روشن

قیس جنگل میں ہے فرہاد ہے کہساروں کا
سایہ جس طرح سے چڑھ جاتا ہے دیواروں کا
ہے جو وہ خال سیہ چاند ہے رخساروں کا

حضرت معلیٰ کے منجھلے فرزند محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد جنکی عمر اس وقت ۴۸ سالہ ہے ایک مدت تک مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر کے مہتمم کتبخانہ رہ چکے اور اب سر رشتۂ ٹپہ میں ملازم ہیں لڑکپن سے شعر کہتے ہیں اور اس وقت صاحبِ دیوان ہیں ابتدائے شاعری سے اب تک اُن کا کلام فراہم و طبع کرایا جائے تو کم از کم فارسی اور اردو میں ایک ایک ضخیم دیوان ہوگا کلام باعتبار زبان رنگ تغزل اچھی کیفیت رکھتا ہے چند شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ان کو تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل ہے۔

سوئے کعبہ یا کلیسا میروی — دل چو بر جانیست بے جا میروی

دلِ محزونِ بکوشش افتادہ ست — مدد اے خضر رہبر وقت داد است

بحالِ خویش مجاہد خبر نمی دارم — چہ ابتدائے غمست و چہ انتہائے غمست

افسوس ہم آنسو کی طرح دیدۂ تر سے — اٹھے نہ کبھی گر کے حسینوں کی نظر سے

زیر زمیں رہے نہ سر آسماں رہے — آفت رسیدہ تیرے نہ جانے کہاں رہے

وعدہ کے ساتھ وعدہ کا ایفا ضرور ہے — وہی ہے اگر زبان تو پاسِ زبان رہے

تڑپ بجلی نے سیکھی ہے ہمارے قلبِ مضطر سے — برستا ابر باراں نے اڑایا دیدۂ تر سے

حضرت معلیٰ کے سنجھلے فرزند محمد رضوان الدین عرف محمد عبد الجامع صاحب رضوان عمر ۴۲ سال اس وقت سر رشتۂ ٹپہ میں ملازم ہیں انہیں بھی پہلے پہلے شعر و سخن کا ذوق رہا ہے۔ محبوب الکلام کے ابتدائی پرچوں اور دیگر اس زمانہ کے مشاعرہ گلدستوں میں رضوان کی غزلیں ملیں گی تلاش زبان مضمون آفرینی کے اعتبار سے کلام میں خاص کیفیت پائی جاتی ہے۔ چند شعر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

نہ کرے ابھی اُس شوخ کے خنجر نکلا — مجھکو حیرت ہے کہ دم جسم سے کیونکر نکلا

طوبیٰ فردوس ہیں گلشن میں صنوبر نکلا — پر نہ کوئی ترے قامت کے برابر نکلا

نہیں نہیں کے سوا اور کچھ نہیں آتا — سوالِ وصل پہ کہتے ہو بار بار نہیں

حضرتِ معلّی کے چھوٹے فرزند محمد ریاض الدین علی صاحب ریاضؔ معمر ۳۰ سال اسوقت محکمۂ صدارت العالیہ سرکارعالی میں ملازم ہیں (۱۶) سال کی عمر سے انھوں نے شعر کہنا شروع کیا۔ زمانہ حال کے اعتبار سے قومی نظمیں بھی متعدد کہی ہیں۔

غرض عمر کے لحاظ سے اس قلیل مدت میں بھی ان کا کلام اس قدر موجود ہے کہ ایک کافی حجم کا دیوان نکل سکے کلام میں سوز وگداز کے علاوہ ایک قسم کی جدت اور آمد کا پتہ چلتا ہے۔ چند شعر نمونتاً یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

الفتِ احمد بے میم ہے ایماں میرا
مطلعِ حسن کی تفسیر ہے دیواں میرا

مرے دل کی کشش نے کیا دکھایا ہے اثر دیکھو
انہیں دیکھو یہ آدھی رات دیکھو میرا گھر دیکھو

دیر پر اپنی نظر ہے نہ حرم دیکھتے ہیں
آنکھ جس نے ہمیں دی ہے اسے ہم دیکھتے ہیں

میں کس منہ سے کہوں بتاؤں دل کا جو عالم ہے
ترا ملکر نہ ملنا ہائے کیا شادی نما غم ہے

ہم دست بدل اس لئے پامالِ جہاں تھے
ہر شکل میں اس صورتِ اصلی کے نشاں تھے

اسبابِ جہاں معدنِ اسرارِ جہاں تھے
وہ اپنی حقیقت ہی کے پردوں میں نہاں تھے

سب کہنے کی باتیں ہیں یہاں تھے نہ وہاں تھے
وہ اپنی ہی نظروں میں نہاں اور عیاں تھے

اب ہم کو محبت میں یہ تحقیق ہوئی ہے
تصدیقِ یقیں کیلئے سب وہم وگماں تھے

یہی دید عشق میں عید ہے مجھے دیکھ پردہ راز میں
ہیں وہ عین صورتِ ناز ہوں جو چھپی ہے شکل نیاز میں

فاش ہو کر راز میں رہنا عجب انداز ہے
بے حجابانہ ادا ہی پردہ دارِ راز ہے

جائیں آئیں نہ کہیں گوشہ نشیں بنکے رہیں
آمد و رفتِ نفس کا ہی تقاضا ہم سے

کچھ اندازہ کریں گے اہلِ دل اہلِ نظر میرا
میں کہہ سکتا نہیں کیا چیز ہے دردِ جگر میرا

جلتا ہوں یوں کہ موت کا نقشا نظر میں ہے
نقشائے زندگی معلّی نظر میں ہے

دل میں تیرا خیال رکھتا ہوں
دولت لازوال رکھتا ہوں

کیفیتِ ادراک کو نفرت ہے بیاں سے
اب لطفِ خموشی ہمیں حاصل ہے زباں سے

زیارت حرمین شریفین و دیگر مقامات مقدسہ

حضرت معلیٰ مرحوم نے اپنے شیخ کی معیت میں تین مرتبہ حج بیت اللہ اور چار دفعہ مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے چنانچہ ایک قصیدہ میں آپ نے اس کا اعادہ فرمایا ہے۔

کوئی مرض نہ کسی دن کبھی بخار آیا ✤ اگرچہ بندہ مدینہ کو چار بار آیا

پہلی دفعہ ۱۲۸۵ھ میں جب آپ فریضۂ حج اور زیارت شریف کے لئے راہی حرمین شریفین ہوئے تو اسوقت کے رفقاء سفر کی فہرست یہ ہے۔

(۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح (۲) حاجی عبدالصمد صاحب (۳) حضرت مولانا مولوی حافظ شجاع الدین صاحب رح (۴) مولوی غوث الدین صاحب (۵) حافظ جمال الدین صاحب قاضی ورگل (۶) بہاو الدین صاحب محتسب قندھار مع محل یعنی محبوب بیگم صاحبہ (۷) محل غلام محی الدین صاحب برادر حضرت معلی یعنی تسنیم بی صاحبہ (۸) محمد اکبر صاحب (۹) محمد منور صاحب (۱۰) مولوی شجاعت علی صاحب رکن پائیگاہ خورشید جاہ مرحوم۔

۱۲۹۳ھ میں جب دوسرے حج کی غرض سے آپ نے ارادہ فرمایا تو آپ کے جو رفقاء سفر تھے وہ یہ ہیں۔

(۱) محمد امیرالدین صاحب پونیری (۲) مولوی امیرالدین صاحب بیدری (۳) قاضی محمد اشرف صاحب قاضی میدک (۴) فضل محمد خاں وغیرہ۔

ان کے علاوہ حج اور عرفات پر جو رفقاء رہے ہیں یہ ہیں۔

(۱) غلام نبی صاحب بالکنڈوی (۲) مولوی عبدالقادر صاحب (۳) حضرت چندہ شاہ صاحب رح (۴) ملا عبدالقیوم صاحب مرحوم (۵) امیرالدین صاحب مع محل مریم بی صاحبہ (۶) احمد محی الدین صاحب معہ خاندان (۷) نجابیہ بیگم صاحبہ دختر امیرالدین صاحب (۸) سید یوسف صاحب (۹) سید محمد صاحب کوچک معہ فرزند (۱۰) محمد درویش خادم فیروز یار جنگ مرحوم۔ تیسرے حج کے رفقاء کے نام یہ ہیں (۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح مع محل (۲) مولوی محمد امر اللہ صاحب

مع والدہ صاحبہ وخالہ صاحبہ (۳) مولوی میر عبداللطیف صاحب مرحوم (۴) مولوی میر عبدالقدیر صاحب حسینی سلمہ

(۵) حکیم وزیر علی صاحب (۶) سید علی صاحب فرزند وزیر علی صاحب (۷) لطیف علی صاحب (۸) احمد علی صاحب (۹) والدہ ولایت علی صاحب (۱۰) شہاب الدین صاحب معہ محل نسیم اللہ بی صاحبہ (۱۱) سالار علی صاحب (۱۲) سید عبداللہ حسینی مرحوم افسر معہ خالہ و فرزند سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر (۱۳) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم قاضی جوناگڑھ (۱۴) نواب فیروز یار جنگ مرحوم مع والدہ و محل امۃ اللہ بی صاحبہ (۱۵) دختر معز یار جنگ مرحوم یعنی لاڑلی بی صاحبہ معہ دو فرزند خرد سال اکرام الدین و فرید الدین (۱۶) حافظ غلام حسین صاحب حاجی لعل محمد وغیرہ۔

اسی مبارک سفر میں حضرت زرد علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا۔ حضرت معلی اور ہم دیگر رفقاء سفر نماز جنازہ اور دفن میں شریک رہے۔

۱۳۰۵ھ میں تیسرے حج کی غرض سے جب حضرت معلی عازم بیت اللہ شریف ہوئے تو رخصت نہ مل سکی مگر ملازمت کی پرواہ نہ کرکے توکل علی اللہ پا بہ رکاب ہو گئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ جب حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ سے اجازت حاصل کرنے ایوانِ شاہی میں حاضر ہوئے تو دورانِ تقریر میں حضرت غفران مکان نے اجازت عطا فرماتے ہوئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آپ کے ساتھ معلی صاحب بھی ضرور جائیں گے اس پر مولانا نے عرض کیا کہ معلی صاحب کو نظامت ٹپہ سے رخصت ملنے میں دریغ ہو رہا ہے لیکن وہ اپنے غایت شوق میں مضطرب اور بلا منظوری رخصت چلنے پر تیار ہیں۔ حضرت غفران مکان نے تعجب کے لہجہ میں فرمایا کہ کیا ناظم ٹپہ مسلمان نہیں ہیں مولوی صاحب کو ضرور رخصت ملنی چاہیے اس کے ساتھ ہی فرمان شرف صدور لایا کہ معلی صاحب کو دو سال کی رخصت مع تنخواہ دیجائے غرض حضرت معلی حج بیت اللہ اور زیارت شریف سے فارغ ہو کر جزیرۃ العرب اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی دید سے سعادت حاصل کی اور جا بجا بزرگانِ دین و صوفیائے کرام کی صحبت سے استفاضہ کیا۔ اس سفر میں جو رفیق سفر رہے ہیں اُن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ قاضی قندھار (۲) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب مع والدہ صاحبہ و ہمشیرہ سکندر بی صاحبہ و سید علی ہمشیرہ زادہ (۳) عبد الصمد خادم حضرت غلام علی صاحب قبلہ مع اہل شاہ دیوان وزیر شریف خادم (۴) مولوی میر عبد اللطیف صاحب مرحوم مع محل و دختر (۵) میر عبد المجید صاحب مرحوم (۶) لطیف الدین عرف چاند میاں صاحب سلمہ (۷) نیین بادشاہ صاحب (۸) مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم (۹) امیر الدین صاحب خوشنویس مع محل احمد بی صاحبہ (۱۰) کریم الدین صاحب عین الحسین نعیم الدین صاحب اکرام الدین صاحب فرزندان امیر الدین صاحب —— (۱۱) محمد رفیع الدین صاحب نقیب مرحوم ۔

چونکہ حضرت معلیٰ کی واپسی اس سفر میں قافلہ سے جدا عمل میں آئی اس لئے آپ کے ہمراہ صرف آپ کے متعلقین تھے جن کے نام یہ ہیں

(۱) حرم محل حضرت معلیٰ مرحوم مراد بی صاحبہ و لیاقت بی صاحبہ (۲) حاجی محمد احتشام الدین صاحب و محمد مجاہد الدین صاحب و محمد عبد الجامع صاحب فرزندان حضرت معلیٰ (۳) حضرت معلیٰ کی دو لڑکیاں ظہیر النساء و حمید النساء (۴) حاجی محمد فصیح الدین صاحب برادر نسبتی حضرت معلیٰ مع والدہ خود جمال بی صاحبہ و برادر محمد رضی الدین صاحب ۔

اس کے علاوہ ہندوستان وغیرہ کے اکثر و بیشتر مقاماتِ مقدسہ مثلاً اجمیر شریف و کلیر شریف رحمت آباد شریف بیجاپور وغیرہ میں حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے ہمراہ آپ نے مزاراتِ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی زیارت سے تشرف حاصل کیا ۔ اسی طرح عراق کے سفر میں بصرہ بغداد شریف کاظمین شریفین ۔ کرخ ۔ کربلائے معلیٰ نجف اشرف کے عتباتِ عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس سفر میں جن حضرات کی شرکت رہی اونکے نام یہ ہیں ۔

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب مغفور استادِ سلاطینِ دکن (۲) حضرت مولوی عبد القدیم صاحب مرحوم (۳) جناب مولوی سید احمد صاحب قادری اول تعلقدار ضلع گلبرگہ شریف (۴) جناب سید عبد العلی صاحب (۵) مولوی میر عبد اللطیف صاحب مرحوم (۶) جناب سید احمد صاحب (۷) دلاور علی صاحب وکیل مرحوم (۸) مولوی فاضل صاحب مرحوم (۹) حاجی محمد رضا صاحب مرحوم جمعدار (۱۰) مولوی تراب محی الدین صاحب حکیم (۱۱) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم (۱۲) سید عبد الرحمن صاحب مرحوم والد حکیم عبد الوہاب صاحب نابینا

(۱۳) سرفراز الدین صاحب (۱۴) سید برہان اللہ حسینی صاحب (۱۵) ابوالحسن صاحب بیدی
(۱۶) موتی میاں صاحب مرحوم (۱۷) حاجی لعل محمد وغیرہ

…لقۂ مخلصین و خاصۂ طبعی آپ کی ذات جامع جمیع صفات حسنہ تھی اس لئے یہ کہنا کہ …ت لگتا تھا دل صحبت میں اُن کی (شعر) وہ اپنی ذات سے یک انجمن تھے …وروں نہ ہوگا۔ فقراء ابرار علماء باعمل شعراء نازک خیال غرض ہر حیثیت کے آدمی آپکے …ویدہ اور آپ کی صحبت و بذلہ سنجیوں کے دلدادہ تھے مرنج و مرنجان آپ کا شعار رہا۔ اسلئے …پ کے احباب کا حلقہ بلا لحاظ مذہب و ملت نہایت وسیع تھا ایثار و ہمدردی آپ کا مایۂ خمیر تھا …ب فطرۃً اس کے مجبول تھے کہ تا دمِ زیست حاجتمندوں کی صحیح اور جائز حاجت براری میں …ی آپ نے دریغ نہ فرمایا حتی الامکان دامے درمے۔ سخنے۔ قدمے کام آیا کئے سچ تو یہ ہے کہ …پ نے اپنی زندگی کا مطمح نظر خیر الناس من ینفع الناس رکھا تھا ذوی القربا والیتمی والمساکین …یش نظر رکھکے عزیز و اقارب کے سود و بہبود کے مقابل میں آپ نے ہمیشہ اپنا نقصان گوارا فرمایا …یتامی پروری میں خاص حصہ لیا مسکینوں وغیرہ کی حاجت براری تا امکان فرمائی چنانچہ …غزل میں آپ نے خود فرمایا ہے۔

…دل و جانِ من زبانِ خویشتن در آرم قبول (شعر) سود و بہبودِ عزیزاں گرد اضرارِ منست

…اغل علمی و خصوصیات ادبی آپ کی گراں قدر زندگی کا راس المال یا سب سے مبارک اہم کارنامہ …ہے کہ آپ نے قرآنِ شریف کا سلیس با محاورہ اردو ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ شروع کیا تھا جو تقریبا …تک پہنچ گیا اور طغیانی رود موسی میں غرق ہوکر دستیاب ہوئے لیکن اوراق ایک دوسرے سے …ف گئے ہیں اگر بحکمت عملی علحدہ کرکے بعد صحت و جانچ شائع کردیا جائے تو فی التحقیقت حضرت …ی کے منازل عمر کی ایک بہترین یادگار باقیات الصالحات ہوگی بشرطیکہ بقیہ حصہ کی تکمیل ہوجائے …ید کرتے ہیں کہ حضرت معلی کے جانشین اسکی تکمیل کیجانب عاجلانہ توجہ فرمائیں گے حضرت …کو اپنے پیر اور پیر کو اپنے مرید سے جو دلی انس و شفقت تھی اگر ہم اس کو عشق و محبت کے

الفاظ سے تعبیر کریں تو مبالغہ نہ ہوگا ۔ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ ہمیشہ بارگاہِ خسروی میں حضرتِ معلیٰ کے علم و فضل محاسن شاعری کا تذکرہ کیا کرتے تھے ۔ سنہ ۱۳۳۰ کے اوائل میں جبکہ موکب سلطانی اورنگ آباد زینت بخش ہوئی تو مولانا ممدوح بھی ہمراہ تھے ممدوح کے دو خطوط جو حضرتِ معلیٰ کے نام ہیں بجنسہٖ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ اعلیٰحضرت بندگانعالی کو حضرتِ معلیٰ کی شخصیت کا کس قدر پاس تھا ۔

از اورنگ آباد کیمپ شاہی ۔

مکرم و معظم من دام عنایتہ ۔ السلام علیکم آج ہی اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہٗ درگاہوں کو تشریف لے گئے تھے میں بھی موٹر میں ہمراہ تھا شاہ علی صاحب نہری قدس سرہٗ کی زیارت سے فارغ ہو کر حضرت شاہ نور حموی قدس سرہٗ کی درگاہِ شریف کو جارہے تھے اُس وقت مجھ سے پوچھے کہ "معلیٰ صاحب ہیں" مجھے تامل ہوا کہ کن کا حال دریافت فرمارہے ہیں کیونکہ ان دنوں آپ کا ذکر نہیں ہوا تھا اُس کے بعد فرمائے مظفر الدین صاحب کہاں ہیں میں نے عرض کیا وہ حیدرآباد میں ہیں ۔ فرمائے میں اپنے بھائیوں کی اُستادی کے لئے اُن کو تجویز کیا ہوں حیدرآباد کو جاکر پڑھائی شروع کردیجائے گی" میں نے اُسوقت کہا کہ ماشاءاللہ آپ کا حافظہ نہایت قوی ہے کہ کتنے روز کے بعد آپ نے اُن کا نام اور تخلص یاد رکھ کے یہ تجویز فرمائی ۔ شب چہاردہم جو صاحبزادہ بلند اقبال متولد ہوئے اُن کا نام میر احمد علیخان تجویز فرمائے اور یہ بھی فرمائے کہ اس ماہ کی مناسبت سے یہ نام تجویز کیا گیا ۔ اگر کوئی تاریخ ولادتِ باسعادت شاہزادہ بلند اقبال کی عمدہ نکلی ہو تو جلد روانہ فرمائیے کہ اس موقعہ میں گزراننا نہایت مناسب ہوگا ضرور فکر کیجئے سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب وغیرہ حال پرسان کو سلام شوق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

شرح دستخط مبارک حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر

المخاطب حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاد سلاطینِ دکن ۔

ل یہ معذرت پیرانہ سالی اس خدمت سے حضرت معلیٰ مرحوم نے معذرت چاہی ۔

کمپ شاہی   شنبہ   **دوسرا نوازش نامہ**   ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۴۳ھ

"مکرمی الطاف و کرمفرمائے بیکراں دام عنایتہ - السلام علیکم - الحمد للہ یہاں ہم خیریت سے ہیں اور عافیت وہاں کے آپ سبھوں کی مدعو و مطلوب ہے آپ کا خط ۲۱ شہر حال کا معہ قطعہ تاریخ وصول ہو کل بتاریخ ۲۵ ماہِ رواں روز جمعہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ جامع مسجد میں گیارہ پلہ کی بریانی پکوا کر اور مجھے اپنے ساتھ لیجا کر اُس تخت پر فاتحہ دلوائی اور غربا کو کھلائے اور جمعہ کی نماز بھی حضور اور میں پھر جامع مسجد جا کر پڑھے اور بعد نمازِ جمعہ وہیں سے بسواری موٹر حضور کی ہمراہی میں اور دوسرے مصاحبین کے ساتھ خلد آباد شریف روانہ ہوئے کیونکہ وہاں موئے مبارک وغیرہ جو آثارِ شریف ہیں اُن کو صندوقوں میں رکھنا منظور تھا اور وہ صندوقیں ہمیں اورنگ آباد میں بقیمت یکہزار روپیہ نہایت عمدہ تیار کرا کے لیگئے اور اثنائے راہ میں آپ کا وہ سرخ کاغذ قطعہ تاریخ کا میں نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کو دیا بعد ملاحظہ بہت خوش ہوئے اور نہایت پسند فرمائے اور دیر تک تعریف فرماتے رہے اور اُس موٹر میں مولوی احمد حسین صاحب اور نواب صادق جنگ بہادر اور ڈاکٹر شاہ میر خان صاحب بھی موجود تھے وہ لوگ بھی بہت تعریف کئے اور حضور پر نور یہ بھی فرمائے کہ "معلی صاحب کیا عالم بھی ہیں" میں نے جی ہاں کہا اور مولوی محمد زمان خانصاحب شہید کے تلمذ اور صحبت وغیرہ کا حال بیان کیا اور تاریخ کا کاغذ حضور پرنور اپنے پاس رکھ لئے قریب مغرب کے ہم اورنگ آباد واپس آگئے بفضلہ تعالیٰ اور بھی حالات سب شکر کے قابل ہیں اور کوئی تاریخیں جنکا مادہ نہایت عمدہ ہو روانہ فرمائیے پھر اعلیحضرت کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں گے - مولوی سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب اور آپ کے سب بچوں وغیرہ کو سلام فرمائیے - یہ ضرور نہیں کہ کوئی تاریخ ضرور روانہ کیجائے اگر کوئی عمدہ مادہ نکل آئے تو روانہ فرمائیے خلد آباد میں پانی کی نہایت قلت ہے نہر کا کام شروع کر دیا گیا ہے تخمیناً بائیس ہزار کی اُس کے لئے ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ اسے انجام کو پہنچائے فقط شرحد دستخط مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ"

بادشاہ ظل اللہ پر اہل اللہ ہونیکی حیثیت سے جب دونوں کے مکارم و مراحم کسی شخص کے شامل حال ہو جائیں تو بلا شبہہ اُس

شخص کی ذات حقیقی معنوں میں معلّی ہی کہلائے گی۔

ہمعصر علماء و مشائخین عظام حضرت معلّی نے جن علماء اور مشائخین عظام سے ملاقات اور شرفِ صحبت
حاصل فرمایا ہے اِن کے اسماءِ گرامی کی منتخب فہرست یہاں نقل کیجاتی ہے۔ (مشائخین حیدرآباد وغیرہ)

(۱) حضرت عزت اللہ شاہ صاحبؒ (۲) حضرت حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحبؒ (۳) حضرت شاہ سعد اللہ صاحبؒ
(۴) حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادیؒ (۵) حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ قندھاری (۶) حضرت
حسن پیر صاحب قادریؒ (۷) حضرت مولوی وجہ الدین صاحب قادری رحؒ (۸) حضرت شاہ جمال الدین صاحبؒ
(۹) حضرت نبیرۃ القادری صاحبؒ (۱۰) حضرت مولوی حسن الزماں محمد صاحبؒ [له] (۱۱) حضرت مرزا سردار بیگ صاحبؒ
(۱۲) حضرت شاہ قیام الدین صاحب قندھاریؒ (۱۳) حضرت شاہ علیم الدین صاحب قندھاریؒ (۱۴)
حضرت محمد دائم صاحبؒ (۱۵) حضرت محمد قائم صاحبؒ (۱۶) حضرت میر اشرف علی صاحب (۱۷) حضرت
مسکین شاہ صاحبؒ (۱۸) حضرت مولوی عثمان صاحب (۱۹) حضرت ملک اعظم صاحب (۲۰) حضرت
شاہ نور الدین صاحب قادری رحؒ (۲۱) حضرت سید شیخن صاحبؒ شطاری اورنگ آبادی (۲۲) حضرت
بہبود علی شاہ صاحب (۲۳) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموشؒ (۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ
(۲۵) حضرت ہلال شاہ صاحبؒ (۲۶) قاضی شاہ برہان الدین صاحبؒ (۲۷) حضرت زرد علی شاہ صاحبؒ
(۲۸) حضرت سید نور المقتدیٰ صاحب خجندی اورنگ آبادی (۲۹) حضرت چندہ شاہ صاحبؒ بیدری
(۳۰) حضرت اسد اللہ حسینی صاحب مرحوم (۳۱) حضرت سید پیر صاحب (۳۲) حضرت محمد حسین صاحبؒ
ابو العلائی (۳۳) حضرت محمد آغا داؤد صاحبؒ (۳۴) حضرت افتخار علی شاہ صاحب وطنؔ (۳۵) حضرت
بہار علی شاہ صاحبؒ (۳۶) میاں اسلم صاحب خیرآبادی (۳۷) مولوی میاں قادر بخش صاحب (۳۸)
(۳۹) حضرت نصرت اللہ شاہ صاحب مرحوم (۴۰) حضرت دلاور علی شاہ صاحبؒ مرحوم (۴۱) حضرت
مولوی سید عبد الرحمٰن صاحب بغدادی رفاعی (۴۲) سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب عرف صاحب مرحوم۔

(مشائخین حرمین شریفین) (۱) حضرت شاہ حاجی حافظ محمد امداد اللہ صاحبؒ مہاجر چشتی (۲) حضرت ملا نواب صاحب مہاجرؒ
(۳) مولانا مولوی رحمت اللہ صاحبؒ [٢] (۴) حضرت شیخ احمد دحلان محدث مکّی (۵) حضرت محمد حسین صاحب شیخ الہنود

[له] محدث حیدرآبادی

[٢] بانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

(۶) مولوی عبدالحق صاحب (۷) حسن عرب صاحب (۸) شیخ عبداللہ نہاری۔

(۱) شیخ محمد بن علی بن مالک باشلی الحریری شیخ الدلائل (۲) حضرت مولوی سید ظاہر وتری المدنی مدرس مسجد نبوی (۳) شیخ محمد رضوان (۴) شیخ محمد سعید۔

یہاں شیخ الدلائل حضرت محمد ملک باشلی کا ایک خط بجنسہ نقل کیا جاتا ہے جس کو حضرت موصوف نے مدینہ منورہ سے اس ناچیز کے نام تحریر فرمایا ہے جس سے حضرت معلی کے دوستانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے۔

نقلِ خط

جناب معلی القاب معظم و مکرم حضرت جناب قاضی محمد شریف الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی

بعد سلام مسنون الاسلام کے واضح ہو کہ ہم خیریت سے ہیں آپ کی سلامتی اللہ تعالی سے شب و روز چاہتے ہیں آپ کو خط بھیجا تھا ۲ محرم کو اور اس میں لکھا کہ ہم نے وکیل کیا حافظ غلام حسین صاحب کو جس طرح مولوی مظفرالدین صاحب نے فرمایا تھا مگر اب تک اس کا حال نہیں معلوم ہوا آپ کا خط بھی نہ آیا نہ مولوی صاحب کا خط آیا ہم بہت آزردہ ہیں کہ آپ نے بھی خط نہ بھیجا جب سے تشریف لے گئے ہم نے جانا تھا کہ آپ ہی سے سب کام ہمارا بنے گا مگر آپ نے اب تک خط نہ لکھا تعجب ہے اب آپ مہربانی فرما کر مولوی مظفرالدین صاحب کے پاس جا کر ہم کو روپیہ پہلے سال کے جلد بھیجوا دو کہ ہم بہت پریشان ہیں اور حافظ غلام حسین صاحب کے پاس جا کر سب حال کہہ کر روپیہ جلدی روانہ کروا اور حافظ غلام صاحب کا خطاب اور محلہ اور پتہ ہم کو لکھو اور سب احباب کو نام بنام سلام فقط خادم دلائل الخیرات (محمد ملک باشلی) علامت مہر

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ

مالک باشلی محمد بن علی بن

علماء و مشائخین بغداد شریف

(۱) حضرت پیر سید سلیمان افندی نقیب الاشراف صاحب سجادہ مرحوم (۲) حضرت پیر عبدالرحمن صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ مدظلہ۔

علماء حیدرآباد دکن وغیرہ۔ (۱) حضرت مولوی حافظ محمد شجاع الدین صاحب (۲) حضرت مولوی

حافظ محمد انوار اللہ صاحب علیہ الرحمہ (۳) حضرت مولوی قاضی بدیع الدین صاحب (۴) حضرت مولوی عبدالحلیم صاحب (۵) حضرت مولوی حافظ محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی (۶) مولوی نیاز احمد صاحب بدخشانی (۷) مولوی غوث الدین صاحب (۸) مولوی شمس الدین صاحب استاد نواب لائق علیخان بہادر (۹) مولوی محمد اکبر صاحب (۱۰) حکیم مولوی محمد ابراہیم صاحب (۱۱) مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی (۱۲) مولوی منور شاہ صاحب (۱۳) مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام فیض آبادی (۱۴) مولوی محمد اسحق صاحب (۱۵) مولوی محمد یعقوب صاحب (۱۶) مولوی عبدالرحیم صاحب (۱۷) مولوی احمد خیرالدین صاحب حنفی (۱۸) مولوی خیرالمبین صاحب مدظلہ (۱۹) مولوی سید یعقوب صاحب حنفی۔

انتقال پرملال

یہ امر مسلم ہے کہ نیک انجام آغاز سے زیادہ قابل تعریف ہے ہر شخص اسکی کوشش کرتا ہے کہ عاقبت محمود ہو۔ جو لوگ خاصانِ خدا ہیں در اصل اُن کا مرنا مرنا نہیں ہے بلکہ حیات بعد الممات ہو کر فضائے روحانی کی سیر کرتے ہیں کسی کے خضر راہ ہیں تو کسی کے مشعل ہدایت اور کسی کے صراط مستقیم اُن کی غیبی تائید اور اُن کے باطنی فیوض و برکات قیامت تک دنیا میں آفتاب بنکر چمکتے ہیں۔ یہی کیفیت ہم حضرت معلیٰ کے انتقال کی بھی پاتے ہیں چنانچہ حضرت معلیٰ نے سات سال قبل اپنے موت کی پیشین گوئی ایک قطعہ تاریخ کے ذریعہ کی ہے جسکو حضرت موصوف نے اپنے قلم سے اپنے وظیفہ کی کتاب میں درج فرمادیا ہے حضرت معلیٰ (۸۰) سال کی عمر طبعی پاکر ۲۶ شوال المکرم ۱۳۲۵ھ پنجشنبہ کی رات میں گیارہ بجے راہی عالم بقا ہوئے قطعہ تاریخ میں پانچ شعر کہے ہیں ہر مصرعہ حضرت معلیٰ کی کسر نفسی توبہ۔ مغفرتِ دُعا۔ استجابت گریہ بکا۔ رحمت شفاعت کا ضامن و کفیل ہے آخر پایۂ تاریخ کا مصرعہ جس بے ساختگی سے نکلا ہے اس کی قدر کچھ ارباب بصیرت ہی کر سکتے ہیں۔

قطعۂ تاریخ

اے معلیٰ گرچہ ہوں عصیاں میں غرق — رحمتِ خالق پہ تکیہ ہے میرا
رحمتی سبقت علیٰ غضبی عیاں — بہر بخشایش وثیقہ ہے میرا

کر اسی رحمت کی سبقت کے سبب — شافعِ محشر وسیلہ ہے میرا
رب کریم اور ہیں حبیب اُس کے کریم — دو کریموں پر بھروسہ ہے میرا
جاں نکل کر جسم سے کہتی ہے سن — بخشنے والا اب اللہ ہے میرا

یک اور قطعۂ تاریخ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد حمید الدین صاحب نے بھی کہا ہے ایک بھائی کا مرنا دوسرے بھائی کے لئے فی الحقیقت سوہانِ روح کا باعث ہے۔ اِس لحاظ سے محمد حمید الدین صاحب نے اپنے بھائی حضرتِ معلّٰی کا جن الفاظ میں شیون کیا ہے اُس کا سوز و گداز دوسروں کا بھی دِل ہلا دیتا ہے اور واقعاتِ موت کی ایسی موثر تصویر کھینچی ہے ایک ایک لفظ تیرِ غم ہے۔

قطعۂ تاریخ

ماہِ شوال اور تاریخ تھی چھبیسویں — میرے بھائی ہائے جب سوئے ارم رخصت ہوئے
شنبہ کی تھی شب گیارہ بجے تھے رات کے — وصل سے وہ خوش تو ہم غم دیدۂ فرقت ہوئے
لیٹنے کی طرز میں شکلِ محمد تھی عیاں — رو بہ قبلہ واصلِ حق وہ بایں صورت ہوئے
لینا بچھونا تھا سینہ روئے پُرانوار پر — وہ روانہ سرخ رو با اینہمہ شوکت ہوئے
رہی تھی مسکراہٹ چہرۂ پُر نور کی — آج ہم شکرِ خدا مستِ مئے وحدت ہوئے
مصرعۂ تاریخ رحلت دل نے رو رو کر کہا — طالبِ جنت معلّٰی راہیِ جنت ہوئے
موڑ کر پائے معلّٰی لیں الف کا گر عدد — اس طرح سے فصلی اعدادِ سنِ ہجرت ہوئے

یک تیسرا قطعہ فارسی میں آپ کے منجھلے فرزند محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد کا بھی ہے مادۂ تاریخ بیت بہتر اور صبر و سکون کا مجموعہ ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حکمِ خدا مظفر الدینؒ — بے مثلِ زمانہ فردِ یکتا
بود آنکہ بصورتِ محمد — زاں وقت کہ جسمِ ذاتِ والا
پابندِ شریعت و طریقت — جاں دادہ شدہ چو رو بقبلا

گفتم سنِ رحلت لے مجاہد	رفتند بجنتِ معلاً ۱۳۲۵ھ

مزارِ حضرتِ معلّیٰ محلۂ عثمان شاہی میں مصداق (ہٰذہٖ قبورُھُم وھٰذہٖ قصورُھُم) ان کے مکان ہی کے روبرو مرجع خاص و عام ہے قبر بے تکلف مٹی کی ہے جب ہم اس طرف گزرتے ہیں تو اس چھوٹے سے قبرستان میں حضرتِ معلّیٰ کی قبر سے حضرتِ سعدیؒ کی قبر کا دھوکہ ہوتا ہے نوّر اللہ مرقدہٗ -

حضرتِ معلّیٰ کی شاعری

اب ہم اس مجموعہ کے اصل عنوان پر بحث کرنا مناسب خیال کرتے ہیں حیدرآباد دکن شعرا کا قدیم مرکز رہا ہے اور ہر زمانے میں یہاں سے اچھے اچھے شعرا نکلا کئے - ولی و سراج جو دکن کے مشہور و معروف شعرا ہیں ان سے قدامت کی تصدیق ہوتی ہے جنکے دواوین اسوقت کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی میں موجود ہیں ایک لحاظ سے اُردو شاعری کا موجد ان کو کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا غرض سرزمین دکن کو علاوہ دیگر فنون کے فن شعر و سخن میں بھی اعلیٰ مذاق حاصل رہا اُردو اور فارسی میں بہت سارے افراد صاحب دیوان نکل چکے اور نکل رہے ہیں جناب امیرؒ اور جناب داغؒ جنکو موجودہ زمانے کی اُردو دنیا کے شاعری میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے ان کا یہاں دفن ہونا دکن کی قدر شناسی کی زندہ دلیل ہے بلکہ اس کلیہ کے لحاظ سے کہ جس کی جہاں کی خاک ہوگی وہیں دفن ہوگا ....

.... جناب امیر اور جناب داغ کو بھی خاک دکن سے شمار کیا جائے تو بیجا نہیں - خصوصاً اس مبارک دورِ عثمانی میں تو بقائے زبانِ اُردو کا سہرا حیدرآباد دکن کے سر ہو گیا ہے - ترقی زبانِ اُردو کے جو ذرائع بہم پہنچائے جا رہے ہیں ظاہر ہیں جامعۂ عثمانیہ دار الترجمہ کا قیام کوئی معمولی بات نہیں ہے اس کے علاوہ زبانِ اُردو میں جن امور کی کمی ہے اُس کی تکمیل کے لئے حضرت آصف سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ نے اپنی اعلیٰ فراست سے بصرفِ زرِ کثیر خاص خاص عملے اور تقررات جو فرمائے اور فرما رہے ہیں دکن کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانیکے قابل واقعات ہیں

(۲) عموماً شاعر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک بالطبع موزوں دوسرے عروض دانی کے لحاظ سے

شعر کہہ لیا کرتے ہیں مگر اس مجموعہ کے ناظم (حضرتِ معلّٰی علیہ الرحمہ) کو ہم دونوں کا جامع پاتے ہیں یعنی حضرت طبعاً شاعر ہونے کے علاوہ عروض دانی میں بھی اعلیٰ معلومات اور تبحر رکھتے تھے اس کے سوا سونے پر سہاگا آپ نے درد بھرا دل پایا تھا جو جانِ شاعری ہے کلام کے دیکھنے سے ناظرین سوز و گداز و اثرات کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اوائل زمانۂ شاعری میں آپ کو نواب حیدر حسین خانصاحب مرحوم حیدر حیدرآبادی سے تلمذ تھا جو حضرت حفیظ کے فرزند اور حضرتِ فیض علیہ الرحمہ کے ہمعصر ہیں اور اپنے زمانے کے مشہور شعرا سے ہیں۔ حضرتِ حفیظ دکن کے وہ شاعر ہیں جن کے متعلق آبحیات میں جنابِ ذوق کے بیان میں شہیدی مرحوم کی زبان سے مصنفِ آبحیات نے لکھا ہے اسوقت ہندوستان میں تین شاعر ہیں دہلی میں ذوق لکھنؤ میں ناسخ دکن میں حفیظ۔ حضرتِ فیض وہ بزرگ ہیں جنکا طبع شدہ دیوان اسوقت موجود اور دکن کی زباندانی کی سند ہے

حضرتِ معلّٰی اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر و سخن کا مذاق رکھتے تھے جو نسبتاً آپ کے اردو مذاق سے اعلیٰ ہے۔ یہاں حضرتِ معلّٰی مرحوم کے ہمعصر دکن کے چند مشہور و معروف صاحبِ دل صاحبِ دیوان شعرا کی فہرست نقل کیجاتی ہے۔

(۱) حضرت فیض علیہ الرحمہ (۲) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموش ؒ (۳) حضرت افتخار علی شاہ صاحب
وطن ؒ (۴) نواب سناء الملک آغا شوستری صاحب طوطی (۵) نواب وزیر علی بادشاہ صاحب
وزیر مغفور (۶) مولوی عبد الحفیظ پاس مرحوم (۷) حکیم مظفر الدین مرحوم مزاج (۸) مولوی عبید اللہ حسینی مرحوم
افسر (۹) مولوی احمد علی مرحوم اثر (۱۰) مولوی امیر اللہ صاحب مرحوم امیر (۱۱) حضرت مولوی محمد محسن
قادری مرحوم الملقب شیریں سخن خاں راقم (۱۲) مولوی سراج الدین صاحب برج (۱۳) مولوی
عبد العلی مرحوم والہ (۱۴) غلام دستگیر صاحب نظم (۱۵) حکیم وحید الدین صاحب حالی (۱۶) مولوی
محمد حسین بخاری مرحوم موزوں (۱۷) مولوی حبیب اللہ ذکا مرحوم (۱۸) جناب مردان علی صاحب مرحوم
ضیا (۱۹) مولوی بسم اللہ خاں مرحوم رحم (۲۰) عبد الکریم صاحب والا (۲۱) ملا عبد الباسط صاحب مرحوم
(۲۲) قاضی عبد الحمید صاحب فوق قاضی کوہگیر (۲۳) علی احمد صاحب شوق (۲۴) غلام حسن صاحب جذبی

ساکن بریلی (۲۵) فیاض الدین خاں صاحب (۲۶) بنسی راجہ بہادر باقی (۲۷) راجہ بجوپال تمکین (۲۸) راجہ سیتل پرشاد خرم (۲۹) صدر الاسلام خانصاحب صدر المہام متفرقات۔

حضرت معلّیٰ نے بہت کم سنی سے شعر کہنا شروع کیا ابتداءً تو اردو شاعری میں جناب حیدر مرحوم سے اصلاح لی مگر تھوڑے ہی زمانے میں آپ نے اپنی خداداد طبیعت سے اس قدر ترقی فرمائی کہ حیدرآباد دکن کے اعلیٰ نامور شعراء سے شمار کئے جانے لگے اور دن بدن آپ کے شاگردوں کا حلقہ بڑھتا رہا اسوقت بھی حیدرآباد دکن اور اس کے اطراف واکناف کے ممالک میں آپ کے شاگرد موجود ہیں راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ کے سی ایس آئی پیشکار وسابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ نے بھی حضرت آصف سادس غفرانمکاںؒ کی شاگردی سے تشرف حاصل کرنے سے پہلے حضرت معلیٰ ہی سے اصلاح سخن حاصل فرمائی چنانچہ خود مہاراجہ بہادر فرماتے ہیں۔ تم معلّیٰ کو نہیں پہچانتے :: شاعری میں شاد کا استاد ہے اس کے علاوہ مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر دام اقبالہ کے دو خط یہاں بجنسہ نقل کیے جاتے ہیں جس سے حضرت معلّیٰ اور مہاراجہ بہادر کے شاعرانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے

نقلِ خط

جناب معلّیٰ صاحب۔ تسلیم۔

عنایت نامہ پہنچا مشکور ہوا جو کچھ آپ تحریر فرماتے ہیں یہ آپ کی محبت اور الطاف ہے میں اس قابل نہیں ہوں آپ نے سنا ہوگا کہ فیض صاحب کے شاگردوں میں ہو ایک فقیر جسکا تخلص رمز تھا اور وہ ناسی تھے بر در مشاعرہ حضرت فیض انھوں نے اپنی غزل سب کو پڑھکے سنائی اور دفعۃً فالج ان کو گھیرا دوسرے روز صبح یعنی کل سویرے راہی ملک عدم ہوئے وہ فقیر میرے دوست تھے اس لئے میں ان کی میت میں گیا تھا لب گور پہنچا کے واپس ہوا سنا گیا کہ آٹھ بجے دفن ہوئے ان کا دفن بھی میرے علاقہ کا ایک مندر ہے جو پھول باغ کے عقب ہے وہیں پر ہوا۔

راستہ میں آپ کے چال سے مشرف ہوا۔ میں نے بھی دیکھا کہ آپ کتاب پڑھ رہے تھے کیا مضائقہ

بہر حال آپ میرے اُستاد ہیں رمز کی وفات کی دو تین تاریخیں ہوئی ہیں جو علیحدہ پرچہ پر بھیجتا ہوں
بنظر اصلاح دیکھکر لطف فرمائیے کل ہی ہوئی ہیں۔ فقط (دستخط مہاراجہ سرِ یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

دوسرا رقعہ

جناب معلّیٰ صاحب۔ تسلیم۔ خمسہ پہنچا۔ مشکور ہوا اِس کے پہلے بھی میں نے ایک خمسہ لکھا تھا داغ صاحب نے
مجھ پاس کہوایا کہ اگر اس پر خمسہ ہو تو مجھے دکھلادیں جسکو میں نے روانہ کیا تھا اُسپر جو کچھ انھوں نے
کم و بیشی کی ہے بجنسہ وہ خمسہ روانہ کرتا ہوں۔ تاریخ در ورِ جشن سے میں آپ کو ضرور اطلاع دونگا اور
سرکار سے آپکے قصیدہ پڑھنے کی نسبت خدا نے چاہا تو اجازت بھی حاصل کروں گا باقی اور کیا لکھوں
خدا کے فضل کا امیدوار ہوں فقط (دستخط مہاراجہ سرِ یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

حضرتِ معلّیٰ کے کل شاگردوں کی فہرست اگر قلمبند کیجائے تو طول امل ہے اِس لئے یہاں صرف
چند مشہور صاحبِ دیوان شاگردوں کی فہرست درج کیجاتی ہے:-

(۱) نواب لقمان الدولہ بہادر دِل (۲) نواب اقبال یار جنگ مرحوم (۳) راجہ ٹھاکر پرشاد صاحب
ہنوی مہاراجہ سرِ یمین السلطنت دام اقبالہ (۴) آصف نواز ونت بہادر جاگیر دار (۵) رفیع الدین صاحب
نفیس (۶) محمد مجاہد الدین صاحب فرزند حضرتِ معلّیٰ رح (۷) حشمت علی صاحب مرحوم حشمت (۸) صوفی
مشرف علیشاہ صاحب حسن آبادی (۹) رفیع الدین صاحب فریدی (۱۰) سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر
(۱۱) صادق حسین صاحب صادق (۱۲) مولوی یعقوب علی صاحب مرحوم اشہر (۱۳) مولوی سید حبیب اللہ صاحب جلی

غرض حضرتِ معلّیٰ قدیم کہنے والوں میں سے ہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت موصوف کے اُردو اور
فارسی ملاکے پانچ چھ دیوان ردیف وار تھے جو آپ کے کتب خانہ میں مجلد رکھے ہوئے تھے۔
آپ کی قیامگاہ محلۂ عثمان شاہی متصل رود موسیٰ واقع ہونیسے ۱۳۲۶ کی طغیانی رود موسیٰ میں جملہ
مکانات مع اثاث البیت و کتب خانہ جس میں بعض اسنادِ جاگیر و جملہ دواوین بھی تھے
افسوس کہ آب برد ہوگئے۔ اب جو اِس مجموعہ کے ذریعہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے
وہ کلام ہے جو طغیانی زدہ غزلیات کے مسوّدوں سے حاصل کیا گیا یا بعد طغیانی حضرت معلّیٰ نے

تصنیف فرمایا ہے فراہمی کلام کی تفصیلی حالت اگر ظاہر کیجائے تو ایک مستقل رسالہ ہو جائیگا۔ غرض مختصر یہ کہ اتنا کلام بھی جو دستیاب ہوا ہے صرف تصرف حضرت معلیٰ بتائید ایزدی جمع ہوا ہے وہ طغیانی زدہ پرچہ جات جن پر سے کلام نقل کیا گیا ہے اگر دیکھے جائیں تو ہر دیکھنے والا اسکی تصدیق کر دیگا کہ ترتیب کنندہ بجز تائید غیبی کسی صورت مرتب نہیں کر سکتا بعض پرچوں کو خرید بین لگا لگا کے کلام لیا گیا ہے۔ غرض اس مجموعہ میں جس قدر کلام ہے وہ حضرت معلیٰ کے مختلف دواوین کا مجموعہ ہے اشعار وغیرہ چونکہ شاعر کی اولاد معنوی کہلاتی ہے اس لحاظ سے حضرت معلیٰ کے فرزندانِ صوری یعنی (محمد احتشام الدین صاحب تجلّیؔ اور محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد اور محمد عبدالجامع صاحب رضوانؔ اور محمد ریاض الدین علی صاحب ریاض) نے حضرتِ موصوف کی اولاد معنوی کو پراگندگی سے بچانیکی غرض سے برادرانہ نسبت کو پیش نظر رکھ کے بصورتِ دیوان بنام نہاد ریاض معلیٰ اپنے برادرانِ معنوی کے شیرازۂ اخوت کو اپنے والدِ مرحوم کی یادگار میں جو محفوظ کیا ہے خداوند کریم ان کو اس کے صلہ میں استقامتِ باطن اور ترقی معنوی عطا فرمائے اس کے علاوہ حضرتِ معلیٰ کے برادرزادہ مظہر الدین احمد صاحب نے بھی نقل کلام اور تصحیح طبع میں عقیدت مندی کے ساتھ جو حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو بھی دارین میں اسکا صلہ کافی و وافی عطا فرمائے۔

کلام پر سرسری نظر

حسب تشکیل ذیل تین حصوں پر کلام کی تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) حصۂ اول متعلق بہ کلامِ اردو نعتیہ (۲) حصۂ دوم متعلق بہ کلام اردو عشقیہ قصائد مدحیہ قطعات مناجات وغیرہ (۳) حصۂ سوم متعلق بہ کلام جملہ فارسی۔

حصۂ اول ریاض معلیٰ

اس حصہ میں حضرتِ معلیٰ کا اردو نعتیہ کلام درج ہے نعت گوئی ایک اہم مقام کلام ہے یہاں وہی انسان زبان کھول سکتا ہے جو قال کے ساتھ حال بھی رکھتا ہو۔ حال کے انتہا کے بعد جب انسان کو درجۂ قال حاصل ہوتا ہے وہ ایک خاص اثر اور لطف رکھتا ہے اس کلام میں ایسی دلکشی ہوتی ہے جو بیان سے خارج ہے۔

انتہائے قال کیا ہے ابتدائے حال ہے   شعر   انتہائے حال یک اعلیٰ مقامِ قال ہے
حضرتِ معلیٰ کی نعت گوئی میں قال کے ساتھ حال کی کیفیت پائی جاتی ہے اِس کے علاوہ حفظ مراتب مؤدبانہ مخاطبت آپ کے حوصلۂ عشق کو ظاہر کر رہی ہے کلام میں سلاست اور سادہ ادائی کوئی معمولی بات نہیں یہ محبت بھرے دل کا کام ہے جو مدتوں جگر کاوی کے بعد فضلِ ایزدی حاصل ہوتی ہے حضرتِ معلیٰ کا کلام بے ساختگی سے مملو اور اِس کے ہر ہر لفظ سے صداقت مترشح ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ہمیں بھی تو ہی ای اللہ مصطفےٰ سے ملا	تو ان کے ملنے سے ملتا ہے لوگ کہتے ہیں

اس قبیل کے اور بھی کئی شعر ملیں گے بالفعل اس ایک شعر سے ناظرینِ خاص اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس سادگی کے ساتھ اظہار مدعا کیا گیا ہے اگر سچ پوچھو تو مذکورہ شعر سے تجاہل عارفانہ کی شان نمایاں ہے اِس کے علاوہ اور ایک جگہ اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں فرماتے ہیں۔

یہ نہ سمجھو کہ نبی ملنے سے کیا ملتا ہے	بخدا اُن کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے

اس شعر میں لفظ (بخدا) حضرتِ معلیٰ کے درجۂ یقین کو ظاہر کر رہا ہے اِس کے سوا جن حضرات کی نظر سے حضرت فضیلت جنگ کی تصانیف کا سلسلہ گزرا ہے اُن کو حضرتِ معلیٰ کے کلام میں ایک خاص ذوق ملے گا مقاصد الاسلام وغیرہ میں تفصیل سے جن مسائل پر بحث کی گئی ہے اکثر ان تفصیلی مباحث کو حضرتِ معلیٰ نے اجمالی صورت میں لاکر ایک ایک شعر میں عام فہم الفاظ کے ذریعہ خلاصہ فرمایا ہے ان کی قادر الکلامی کا آئینہ ہے چند شعر اس قبیل کے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

منکرِ قولِ شفاعت سے ہی جی میں پوچھوں	معنیٔ آیت یُعطیکَ فترضیٰ کیا ہے
مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَویٰ اِلّا دلیل ہے	ناطق بھی وحیِ حق سے ہی گفتار مصطفےٰ
ہمسری خیر البشر کی کیا کرے کوئی بشر	سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں
چھوڑ جلسۂ میلادِ شاہِ دیں کو دلا	کہ اس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی
وہ قیامِ معلیٰ کہ ہے دمِ تعظیم	ہمارے مالکِ دیں پیشوا ہوئے پیدا

حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے قیام مولود جشن میلاد شریف وغیرہ پر ایک بسیط بحث فرمائی ہے غرض اکثر اشعار میں اس قسم کے فیصلہ کن خلاصے ملیں گے۔

(۲) حضرت معنّی نے قصیدہ بردہ شریف کا ترجمہ اردو نظم میں فرمایا تھا اس ترجمہ میں بہت ساری خوبیاں قابل داد تھیں جسمیں زیادہ تر قابل داد اور ذکر کے قابل یہ خوبی ہے کہ عموماً ترجمہ میں اصل کی کیفیت اثرات وجذبات نہیں دیکھے جاتے مگر اس ترجمہ کو یہ بات حاصل تھی یہاں اثرات جذبات وغیرہ علیٰ حالہ بحال تھے افسوس کہ وہ بھی طغیانی رود موسیٰ میں آب برد ہوگیا طغیانی زدہ کاغذات میں تلاش کرنے سے اس کا صرف پہلا صفحہ دستیاب ہوا جس کے چند شعر تصدیقاً اصل کیساتھ نقل کیے جاتے ہیں

أمِنْ تذكُّرِ جيرانٍ بذي سلمِ — مزجتَ دمعاً جرى من مقلةٍ بدمِ
آئی ہے کیا یادِ یارانِ جوارِ ذی سلم — اشک سے ملکر ہے خون آنکھوں سے جاری بدم

أمْ هبَّتِ الرِّيحُ من تلقاءِ كاظمةٍ — وأومضَ البرقُ في الظلماءِ من إضمِ
یا مدینہ کی طرف سے آئی ہے بادِ صبا — چمکی ہے ظلمت میں بجلی جانبِ کوہِ اضم

فما لعينيك إن قلتَ اكففا همتا — وما لقلبك إن قلتَ استفق يهمِ
کیا ہی آنکھوں کو نہ روکھئے تو وہ روتی ہیں نیار — کیا ہی دل کو غم نہ کر کہئے تو وہ کرتا ہے غم

أيحسبُ الصبُّ أنّ الحبَّ منكتمٌ — ما بين منسجمٍ منه ومضطرمِ
کیا گماں ہے یہ کہ عشقِ عاشق اخفا رہ سکے — درمیانِ دیدۂ گریان وسوزِ دل بہم

لولا الهوى لم ترقْ دمعاً على طللٍ — ولا أرقتَ لذكرِ البانِ والعلمِ
گر نہ ہوتا عشق آنسو کیوں کھنڈر پہ بہتے — یادِ شاخ وکوہ میں ہوتا نہ خواب آنکھوں سے کم

فكيف تنكرُ حبّاً بعدما شهدتْ — به عليك عدولُ الدمعِ والسقمِ
کیسے انکارِ محبت ہو کہ ہیں عادل گواہ — اشک ہائے دیدۂ تر اور آثارِ سقم

سنا جاتا ہے کہ ترجمہ موصوف کی نقول حضرت کے کئی ملاقاتیوں نے حاصل کی تھیں دریافت جاری ہے دستیاب ہونیکی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ علحدہ اسکے طبع کا انتظام کیا جائے گا

(۳) اسکے علاوہ حضرتِ معلّیٰ نے حضرت جامی علیہ الرحمہ کے فارسی عقائد نامۂ منظوم کا ترجمہ بھی اردو نظم میں فرمایا ہے اسمیں بھی اصل کے مطابق اثرات و جذبات بحال ہیں یہ ترجمہ حضرتِ معلّیٰ نے شہزادہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر دام اقبالہٗ ولیعہد سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ کے آغازِ تعلیم کی یادگار میں ختم فرمایا اور شہزادہ صاحب موصوف کے اسمِ گرامی سے موسوم کر کے اسکا نام **حمایت نامۂ اسلام** رکھا چنانچہ اس ترجمہ کے ختم کی تاریخ حضرتِ موصوف نے (تمامی ترجمہ مقبول ہے) ۱۳۴۲ھ فرمائی ہے۔

اِس رسالے کو حضرتِ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پرنور بندگانِ عالی آصف سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ کے قدسی ملاحظہ میں بغرضِ شرکتِ نصاب بالمشافہ پیش فرمایا تھا اعلیحضرت بندگانعالی نے پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا تھا کہ معروضہ کے ساتھ پیش کیا جائے تو منظوری دیجائے گی افسوس کہ حضرتِ معلّیٰ کا انتقال اور اُس کے (۷) ماہ بعد ہی حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کا وصال ہو جانے سے یہ کارروائی تکمیل کو نہ پہنچ سکی اب یہ رسالہ زیرِ طبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ متعاقب اُسکی اشاعت کیجائیگی۔

(۴) مدینۂ منورہ کی دو سالہ فیض بخش سکونت کے زمانے میں حضرتِ معلّیٰ نے دو دیوان نعتیہ لکھے تھے جس میں ایک اردو اور دوسرا فارسی تھا افسوس کہ طغیانیٔ رودِ موسیٰ میں یہ بھی نذرِ آب ہو گئے ان دواوین کے چند قصائد اور متفرق اشعار دستیاب ہوئے چنانچہ متفرق اشعار حصہ دوم کے آخر میں درج ہیں کہا جاتا ہے اس کی ہر ہر طرح میں مستقل قصائد اور غزلیات تھیں اُن کے دیکھنے سے آج پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ معلّیٰ نے جس التزام سے سخن گوئی کا سلسلہ قائم فرمایا تھا وہ ایک خاص جدت رکھتا ہے حیدرآباد دکن سے مدینۂ منورہ تک شوق و ذوق سوز و گداز جذبات وغیرہ کی حالت محل و مقام کے لحاظ سے قصائد میں ظاہر کی گئی ہے وہاں کے چند شعر یہاں بھی نمونتہً درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

حجِ مبرور یہ دیتا ہے بشارت تم کو	حاجیو آؤ مبارک ہو زیارت تم کو
جب سفر مکّے سے مدینہ جلوہ گر ہونے لگا	فرحتیں بڑھنے لگیں غم مختصر ہونے لگا
دل سے کم ہونے لگی یادِ رفیقانِ وطن	جانبِ شہرِ مدینہ جب سفر ہونے لگا

اِس کے علاوہ اور ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ چھوٹے کبھی نہ ہم سے مدینہ رسولؐ کا ؛ سر ہو ہمارا اور یہ زینہ رسولؐ کا
ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم ؛ سر کائیں گے نہ سر کبھی اِس آستاں سے ہم ؛ اِن اشعار میں اشارہ "یہ"
اور "اِس" بطور خاص ملاحظہ طلب ہیں ظاہر ہے کہ زینۂ مبارک پر فی البدیہ شعر کہے گئے ہیں ورنہ اشارہ
قریب کے استعمال کی ضرورت نہ تھی محاورے کے موافق سر ہو ہمارا اور ہو زینہ رسولؐ کا۔ کہا جا سکتا تھا
مگر چونکہ مصنف صاحب کو اظہار مقام تصنیف شعر مقصود ہے اِس لئے (یہ) اور (اس) اشارۂ قریب
کا استعمال ایک خاص معنی پیدا کر رہا ہے غرض حضرت معلّیٰ کے کلام میں اس قسم کے کئی شعر ملیں گے
جن سے مقاماتِ خاص کا پتہ چلتا ہے درحقیقت آپ کو نعت گوئی بمنزلۂ وظائف و اوراد رہی ہے
چنانچہ ایک قصیدہ میں خود اِس خیال کو ظاہر فرماتے ہیں ؎ اے معلّیٰ نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ ؛ کافی ہے
ورد یہی بارہ مہینے تجھکو ؛ مدینۂ منورہ کی حال زندگی مبارک سکونت کے زمانہ میں حضرت معلّیٰ نے ایک خواب
دیکھا تھا اُسکا مختصر ذکر یہاں بیجا نہ ہوگا آپنے رُویا میں دیکھا کہ دربار رسالت ماٰب سجا ہے اور آپ بھی
وہاں حاضر ہیں مسندِ رسالت پر سرکار دوجہاں کی رونق افروزی مشتاقان جمالِ مبارک کی چشم دل و
جاں کو اپنے انوار سے فیض بخش رہی ہے اور شہیدی علیہ الرحمہ اپنا قصیدہ سنا رہے ہیں اسپر سرورِ کائنات
نے ارشاد فرمایا کہ محسن کا سراپا سناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے خواب سے بیدار ہونیکے بعد حضرت
معلّیٰ نے اِس خواب کا ذکر اپنے ایک رفیق مولوی عبدالحق صاحب کانپوری سے کیا تو مولوی صاحب موصوف نے
ذریعہ خط جناب محسن کاکوروی کو اطلاع دی سنا جاتا ہے کہ جسوقت یہ خط جناب محسن کو پہنچا ہے وہ فرط مسرت کے باعث
بیخودی کے عالم میں گھر سے باہر نکل گئے اور اپنا بھرا گھر لٹا دیا چنانچہ کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن جو سنہ ۱۳۲۴ھ میں
الناظر پریس واقع چوک لکھنؤ میں چھپا ہے اس کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ پر حضرت معلّیٰ کے اس خواب کا ذکر درج ہے
اس کے علاوہ اس حصہ کے شروع میں صفحہ (۷) پر جو قصیدہ درج ہے جسمیں حضرت معلّیٰ نے بعالم خواب دربار
رسالت میں اپنی رسائی کا ذکر فرمایا ہے اس کی تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ آپکو پہلے تو تفصیلی واقعات کا اظہار
مدنظر تھا مگر پھر آپ کی غیور طبیعت نے اس کا اظہار نامناسب خیال کیا تو آپ نے صرف اس شعر پر اس کو
ختم فرما دیا کہ ؎ مجھے بھی طالع بیدار نے وہاں تک جو پہنچایا ؛ معلّیٰ کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

کیا عجب ہے کہ یہ خواب حضرت محسن کاکوروی ہی سے متعلق ہو غرض اس واقعہ سے حضرت معلّٰی کے مدارج مقبولیت ظاہر ہیں

حصہ دوم ریاض معلّٰی

اس حصہ میں حضرت معلّٰی کا اُردو عشقیہ اور مدحیہ کلام تواریخ مناجات وغیرہ درج ہے

حضرت موصوف کا عشقیہ کلام بھی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے اکثر اشعار سے مقامات تصوف کا پتہ چلتا ہے جس کو سوائے صاحب مقام کے دوسرا بیان نہیں کر سکتا چنانچہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں شعر ہیں جو علم معرفت سے بے نصیب ؛ سن کے میرے شعر گھبراتے ہیں وہ ؛ آپ کے کلام میں مضامین توحید کے اشعار اکثر و بیشتر ملیں گے جس سے آپ کی عارفانہ کیفیت کا پتہ چلتا ہے یہاں چند شعر درج حاشیہ کئے جاتے ہیں۔

اُسی کا سب ظہور جا بجا ہے
وہی یکتا قابلِ حمد و ثنا ہے

دیکھنے میں جو چیز آتی ہے
سب ظہور صفات ذاتی ہے

عیاں ہیں جو کثرت کے جلوے ہوئے ہیں
حجاب اک وحدت پہ ڈالے ہوئے ہیں

مثیل شعلۂ جوالہ موہوم ہستی ہے
وجود ذرہ میں کچھ بلندی نیستی ہے

خیال غیریت پر خود حقیقت اپنی ہنستی ہے
یہ کثرت نما ابد اُسی تجلی کی مستی ہے

حضرت موصوف کے عشقیہ کلام میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے کہ اکثر غزلوں میں ایک ایک دو دو نعتیہ شعر بھی بکثرت ملیں گے اس سے حضرت معلّٰی کی محبت کے رجحان کا پتہ چلتا ہے جب عالم کیف میں آپ اپنی کیفیت کا اظہار اشعار میں فرماتے ہیں اور جمال محمدی کا تصور ہو جاتا ہے تو آپ مستانہ کلام سے گزر کر مصداق اس شعر کے ؛ مستی میں بھی سر اپنا ساقی کے قدم پر ہو ؛ اتنا ہی کرم کرنا اے لغزش مستانہ ؛ فوراً نعت گوئی کی طرف رجوع کر جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی اکثر عشقیہ غزلوں میں نعتیہ شعر بھی ملیں گے سچ تو یہ ہے کہ جو جسکو محبوب رکھتا ہے اس کو اس کا ذکر بھی محبوب ہوا کرتا ہے ع ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے ؛ اس کے سوا بعض بعض اشعار سے تعلیم طریقہ اذکار و اشغال بھی ظاہر ہے چند اس قبیل کے شعر درج کئے جاتے ہیں۔

دیدار رخ پاک کی ہیبت ہے ہم کو
دیتا ہے لگا دیدۂ سرِ بام ہمارا

جما کر تصور میں وہ قد موزوں
ان آنکھوں نے ڈھیلے بھی ڈھالے ہیں

نجوشی زیر یہ کہتا ہے ہم آہستہ آہستہ
خدا کی دین گرنے ہے یہ دم آہستہ آہستہ

اکثر اشعار سے حکیمانہ اور نصیحت آمیز مضامین کا بھی پتہ چلتا ہے دو ایک شعر اس قسم کے بھی درج کئے جاتے ہیں

خاکسار رونکو ہے راحت سربلندی کو ہے رنج
ہے زمیں آرام اور آسماں گردش میں ہے

ہے کون اپنا گنبد دوں میں اور
آتی ہے پھر پلٹ کے صدا کر پکار کے

آخر حصہ عمر میں آپ نے غزل کہنا قطعاً ترک فرما دیا تھا چنانچہ ایک غزل میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ :-

جب ہم نہ رہے جاتی معلّٰی نہ قدر کی
ہم نے بھی بند دفتر اشعار کر دیا

اِس غزل کے بعد سے آپنے کوئی غزل نہیں کہی صرف نعتیہ قصائد قطعات تاریخ وغیرہ کہہ لیا کرتے تھے یہ شغل بھی انتقال سے دو تین سال قبل تک رہا اِس کے بعد جب آپ مرض فالج میں مبتلا ہو گئے اور لکھنے پڑھنے کی حالت آپ میں باقی نہیں رہی تو آپ اس سے بھی معذور رہے مگر اس حالت میں بھی آپ شعر وغیرہ دلچسپی سے سنا کرتے بعض اوقات اصلاح بھی فرمادیا کرتے تھے۔

(۲) سلاطین وقت کی مدح گستری بھی آپ نے اعلیٰ تمہید وگریز سے قادر الکلامی کے ساتھ فرمائی ہے چند قصائد مدحیہ اس حصہ کے آخر میں درج ہیں منجملہ ان کے اگر صرف میٹھے اور کھارے کی تمہید کا قصیدہ دیکھ لیا جائے تو ناظرین کو تصدیق ہو جائے گی اِس قصیدہ کو حضرتِ معلیٰ نے جشن جوبلی چہل سالہ کی تہنیت میں طبع کروا کے حضرت غفران مکاں علیہ الرحمہ کے حضور میں دست بدست پیش کرنیکا شرف حاصل فرمایا ہے بوقت پیشکشی قصیدہ سلطان دکن حضرت غفران مکاں کے یہ لفظ تھے کہ اس میٹھے کھارے کے مناظرہ کی ایک کاپی قبل ازیں پہنچ چکی ہے مگر میں اس کاپی کو قندِ مکرر سمجھتا ہوں آپ نے اس قصیدہ میں میری جانب سے جو فیصلہ کیا ہے وہ میری طبیعت کے موافق ہے اِس کے علاوہ بہت کچھ تحسین و آفرین بھی فرمائی۔

حصۂ سوم ریاضِ معلّیٰ اِس حصہ میں حضرت معلّیٰ کا جملہ فارسی کلام درج ہے آپ کے فارسی کلام میں متقدمین کے کلام کی آب و تاب ہے۔ رنگِ تغزل حضرتِ حافظ علیہ الرحمہ حضرتِ جامیؔ علیہ الرحمہ حضرتِ خسرو علیہ الرحمہ سے ملتا ہے چند شعر قصداً بتقاضائے محاذی درج کیے جاتے ہیں۔[1]

فارسی نعت گوئی میں حضرت معلّیٰ نے ع

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

کے مصداق پاسِ ادب حفظ مراتب کو مد نظر رکھ کے زبان کھولی ہے جو اُن کی مقبولیت کی دلیل ہے جسکا نمونہ یہ ہے[2] اُردو کی طرح فارسی عشقیہ کلام سے بھی مقامات تصوف کا انکشاف ہوتا ہے بعض جگہ ابہام میں اور کہیں صاف لفظوں میں

(۱)

منم که چرخ مشکی تیر آه من است — خم فلک زگران باری گناه من است

از فن شعر جا مباہست معلّیٰ را — بہر خدا بادُ نما طرز کلام خویش را

بیک جامے که خسرو مست گر آرزو داری — ب ترا اے معلّیٰ زانخمخانہ زبان

(۲)

ای که دیہیم رسالت بر سر زیبای تو — وای قبای وحدت حق راست زیبا بر تن تو

رمز عجیب شرح بیان محمد است — گویا زبان حق لسان محمد است

ضعیف هست و ناتوان یہ کمترین تو — از در خانۂ خود مران بیر غلام خویش را

اگر چه نخلی پایش ہلال است — برونق بر تراز بدر کمال است

ظاہر فرمایا ہے اس قبیل کے بھی چند شعر یہاں نقل کیے جاتے ہیں ج
اس کے علاوہ اکثر اشعار سے تعلیم ذکر و اشغال کا بھی پتہ
چلتا ہے جس کے متعلق چند شعر تحت نمبر ۲ حاشیہ میں درج ہیں
اسیطرح بعض اشعار سے حکیمانہ مضامین نصائح وغیرہ
کا پتہ چلتا ہے چنانچہ چند شعر اس قسم کے نمبر ۳ کے تحت درج ہیں
غرض حضرتِ معلیؔ کی عشقیہ شاعری بھی ایک فیض بخش
ذخیرہ ہے آپ کا کلام زلف و کمر بوس و کنار کے مضامین
سے مبرّی ہے سچے طالب کے حق میں ہر شعر کا ایک ایک لفظ
مستقل وعظ کی کیفیت رکھتا ہے شعر سننے کے بعد سننے
والے کے دل میں خود بخود وعظ کی سی کیفیت پیدا ہونا
شعر کی مقبولیت کا ثبوت ہے ۱۳۱۷ھ میں بیادگار جشن جوبلی
چہل سالہ مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر مدار المہام وقت کے آئینہ خانہ میں ایک خاص مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس میں
غفران مکاںؒ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اسوقت دکن کے مشہور و معروف شعراء سے (۳۵) یا اس سے
کچھ کم زیادہ شعرا قصائد مدحیہ پڑھنے کیلئے منتخب کئے گئے تھے فہرست شعرا منجانب مدار المہام وقت مرتب
ہوئی تھی سب سے پہلے جناب آغا شوستری صاحب کا نام تھا دوسرے نمبر پر غالباً نواب وزیر علی پادشاہ صاحب تھے
اس فہرست میں حضرتِ معلیؔ کا نمبر کسی قدر دور تھا جب آغا شوستری صاحب نے قصیدہ پڑھا اور نواب
وزیر علی پادشاہ صاحب نے ختم فرمایا تو بطور خاص بلا لحاظ سلسلۂ فہرست حضرت غفرانمکاںؒ نے حضرت معلیؔ سے
فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ قصیدہ سنائیں - اسوقت بامتثال ارشاد خسروی آپ نے اپنا وہ قصیدہ پڑھا
جو عرفی شیرازی کے قصیدہ پر کہا گیا ہے جسکا قافیہ آسمان اور ردیف آفتاب ہے جو اس حصہ کے آخر میں
درج ہے جسکا پہلا مطلع یہ ہے ؎ ایکہ در کوئی جلالت ذرہ شانِ آفتاب ؎ زینۂ بام مکانت سائبانِ آفتاب
غرض جس طرح عرفی شیرازی نے دربار اکبری میں قصیدہ پیش کرکے شاہی داد حاصل کی تھی اسی طرح

(۱)
سیر گاہ نیست در جبروت — گشتہ ناسوت بہر من قفسے
ز قید جسم برون گشتہ عزم جان دارم — گشتہ ام زمکان شوق لامکان دارم
ترکِ اسباب جہاں بہرِ جاناں کردم — خو بساماںِ لبے بہر ساماں کردم
بیا بیا کہ خریدار گنج اسرار ست — کہ جنس ہائے گرانمایہ در دکاں دارم
جز ز تسلیم معلّیؔ مرو — باز مجو نقص و کمالے کسے

(۲)
نفس را در ہوائش بادبان کن — روانہ کشتیِ عمر رواں کن
نمی گویم چنیں کن یا چناں کن — نظر ہر دم بحکم کن فکاں کن

(۳)
مشو بعید ز انوار مرشد کامل — کہ ذرہ از دمِ او آفتاب میگردد
مشو ز جہل گرفتار مکر نفس شقی — کہ بیگہ گشت مطیعش خراب میگردد
نزول رحمت حق شود بر اہل نیاز — بسوی پستاں موج آب میگردد
چو در حریم او طلبی اختیار کن رہ رای — زگریہ حال رحمت سحاب میگردد

حضرتِ معلّٰی حیدرآبادی نے بھی دربارِ آصفی میں قصیدہ سنا کے شاہانہ تحسین و آفرین کا شرف اکثر رہکر حاصل فرمایا۔ عرفی شیرازی جیسے قصیدہ گو کے منتخب قصیدہ پر انہیں قوافی اور ردیف میں رعایتِ لفظی اور مضمون آفرینی کے ساتھ قصیدہ کہنا معمولی شاعر کا کام نہیں ہے دونوں قصیدوں کو ملا کے دیکھنے کے بعد ناظرین حضرتِ معلّٰی کے مذاقِ سخن کی داد کافی دیسکیں گے۔

حضرتِ معلّٰی کی تاریخ گوئی

آپکو تاریخ گوئی میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا یعنی تاریخی مصرعہ آمد کیساتھ نکلتے تھے جو محاسنِ تاریخ کے مخزن ہوا کرتے تھے اس مجموعہ کے حصۂ دوم و سوم میں صدہا قطعات ہیں جن میں چند قطعات تاریخ اردو اور فارسی درج کیئے گئے ہیں اس سے ناظرین اندازہ فرمالیں گے کہ حضرتِ معلّٰی کس شان کے تاریخ گو تھے تدخلہ و تخرجہ جو منجملہ محاسنِ تاریخ ہے اسکا برتاؤ حضرت نے محل و مقام کے لحاظ سے جہاں کہیں کیا ہے وہ ایک خاص حسن رکھتا ہے نمونتاً ایک قطعۂ تاریخ اس صنعت میں یہاں درج کیا جاتا ہے جسکو حضرتِ معلّٰی نے حضرت آصف سادس غفران مکان کی وفات اور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ کی تخت نشینی کی یادگار میں نظم فرمایا ہے :۔

قطعہ

رخت از شاہی اقلیم دکن	میر محبوب علی چوں بر بود
او برفت و بنقاشش آمد	شاہ عثمان علی نیک وجود

شاہی اقلیم دکن سے (۱۰۷۱) اعداد ہوا جسمیں سے میر محبوب علی کے اعداد ۱۰۱۸ اہم خارج کردیں اور باقی ۵۳ اشاہ عثمان علی نیک وجود کے اعداد (۱۲۷۶) میں جمع کریں تو (۱۳۲۹) ہوتے ہیں۔ قطعۂ مذکور میں تدخلہ و تخرجہ کا برتاؤ کس محل و مقام اور مناسبت کے ساتھ کیا گیا ہے ظاہر ہے اب ناظرین فیصلہ فرماسکتے ہیں کہ حضرت معلّٰی کس قابلیت کے ساتھ تاریخ فرماتے تھے اکثر آپنے فی البدیہ بھی تاریخ فرمائی ہے چنانچہ اپنی والدہ صاحبہ کے انتقال کے وقت آپنے (غمِ مادر) فی البدیہ تاریخ فرمائی ۱۲۸۵ اسیطرح اپنے اُستاد علامۂ زماں حضرت ابو رجا محمد زماں خاں صاحب شہید کی شہادت کی تاریخ (یا رِ علی و عثمان شہید) ۱۲۹۲ اس کے علاوہ اپنے سب سے پہلے فرزند محمد احتشام الدین صاحب کے تولد کی تاریخ (دیدیک غیرزادہ ئی) ۱۲۸۹ فرمائی اس مجموعہ میں یاں۔ واں۔ تلک۔ ولا۔ وغیرہ اور بھی اس قسم کے الفاظ ملیں گے جو اسوقت متروک ہیں انکی نسبت ناظرین حضرتِ معلّٰی کے ابتدائی زمانۂ شاعری کو پیشِ نظر رکھیں تو خود بخود تصفیہ ہو جائیگا بعض جگہ کہیں کہیں محاورے بھی نظر آئیں گے جنکو حضرت معلّٰی نے عمداً جائز رکھا ہے اور بعض اشعار میں شاعرانہ استحقاق کو پیشِ نظر رکھکے ضرورۃً لفظی تصرف بھی فرمایا ہے۔ غرض جن حضرت کو جذبات کا اظہار مد نظر ہوتا ہے وہ ایسی پابندیوں کو جائز نہیں رکھتے چنانچہ خود فرماتے ہیں :۔ طرفِ تو نیست گرنیم شعر گوئی و بس ؛ چرا نظر بخیالاتِ نکتہ چیں دارم

حیدرآباد دکن
مرقوم شوال المکرم ۱۳۳۲ھ
محمد شرف الدین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رہیت ما رمیت ہے معمہ ہو و لا ہو کا
کرے کیونکر ادا کعبہ نہ سجدہ طاقِ ابرو کا

کلامِ حق میں ہے واللیل آیا وصف گیسو کا
نہیں کچھ فرق باقی اس میں اک تارِ سرِ مو کا

شبِ میلاد میں سب خاکِ کعبہ مشک آگیں تھی
گماں نافِ زمیں پر کیوں نہو پھر نافِ آہو کا

ہے مظہر ذاتِ والا ذاتِ حق کی کچھ نہیں بیجا
کروں گر یا محمد کہتے کہتے ذکر یا ہو کا

ادا کیا ہو خلقِ شاہِ دیں میری زباں سے تو
کلامِ پاک حق ہے وصف اُس سلطانِ خوشخو کا

دلِ مضطر میرا کیا رہ گیا جا کر مدینے میں
نظر آتا مکاں سنسان ہے کیوں آج پہلو کا

ہوا ہیبت سے دو ٹکڑے گرا قدموں پہ غش کھا کے
ہوا جب ماہ کی جانب اشارا ان کی ابرو کا

عدم میں گر گیا شیطاں شبِ میلاد رو رو کر
فرشتے نے لگا کر ایک ٹھوکر منہ پہ جب تھو کا

ملے مٹی میں لاکھوں ضربِ مشتِ خاکِ والا سے
بوقتِ جنگ دکھلایا جو شہ نے زورِ بازو کا

تھیں آنکھیں سرمۂ مازاغ سے روشن دمِ ولادت
اثر کیا ہو سکے اُن پر کسی چشمانِ جادو کا

بوقتِ نزع خوفِ مکرِ شیطاں ہو معلّی کیا
بنے عشقِ قدمِ پاک گر تعویذ بازو کا

جذب دل پھر تا درِ شاہِ زمن لیجائیگا
باد کا جھونکا مجھے سوئے چمن لیجائیگا

یا رخ دکھلائیگی صبحِ بنارس کی بہار
عشقِ گیسو مجھکو تا ملکِ ختن لیجائیگا

بعد مردن بھی جو آئیگا مدینے کا خیال
پھیر کر جنت سے میری روح تن لیجائیگا

اندنوں ہے نعت گوئی میں مرا بڑھتا قدم
مجھ سے کیا سبقت کوئی اہلِ سخن لیجائیگا

وحشتِ دل پھر مدینے کی فضا دکھلائیگی
پھر مجھے اُس جا مرا دیوانہ پن لیجائیگا

ہو جو تن دشتِ مدینہ میں خوراکِ مور و مار
دل نہ ہرگز حسرتِ گور و کفن لیجائیگا

اے **معلیٰ** رہتے ہو کیوں روز فرقت سے ملول
پھر مدینے کو خدائے ذو المنن لیجائیگا

عشق ہے دل میں ہمارے احمدِ مختار کا
داغِ دل ہے گلِ خلیل اللہ کے گلزار کا

نورِ ذاتِ پاک سے عالم منور ہو گیا
جب زمانہ آگیا اُس شاہ کے اظہار کا

چشمِ حضرت میں تھا روشن نورِ مازاغ البصر
حضرتِ موسیٰ نے دیکھا جلوہ شکلِ نار کا

عرشِ اعظم پر مقامِ قرب تھا جنکو نصیب
کس کو عالم میں ہوا حاصل یہ حظِ دیدار کا

مٹ گئی ہستی سے ساری ظلمتِ کفر و نفاق
جب پڑا عالم پہ پرتو روئے پر انوار کا

دشمنوں پر کیوں نہو حاصل انہیں فتح و ظفر
ہے لقب اِنَّا فَتَحْنَا طرۂ دستار کا

ذاتِ اقدس انکی ہر خوبی میں ہو کامل نہ کیوں
مظہرِ کل ہے وہی حسن و جمالِ یار کا

ہوتے ہیں صف بستہ حاضر انبیاء بہرِ سلام
ہو نہ کیوں جبریل کو حاصل شرف دربار کا

کیوں نہ ہو ہر دو جہاں میں رحمتِ حق کا ظہور
جشنِ میلادِ مبارک ہے شہِ ابرار کا

اے مسیحا شربت دیدار حضرت کے سوا
ہو معالج کوئی کیا دردِ دلِ بیمار کا

دولت ہر دو جہاں اُسکو معلّیٰ مل گئی
ہو گیا دل سے جو خادم سیدِ ابرار کا

الٰہی ہم کو تو اُس شاہِ انبیا سے مِلا
کہ عرش کو بھی شرف جس کے نقشِ پا سے مِلا

جو خوش نصیب کوئی شاہِ دوسرا سے مِلا
عجب نہیں جو کہے وہ کہ میں خدا سے مِلا

محیطِ غم میں جو ناآشنا بنے ہیں پڑے
تو اے خدا ہمیں اُس یارِ آشنا سے مِلا

مقربیں بھی حسرت سے منہ ہی تکتے رہے
خدا سے وہ شہِ لولاک کس ادا سے مِلا

ہزار شکر کریں کیوں نہ اہلِ دیں اس پر
لقب جو اُمتِ حضرت کا کبریا سے مِلا

تو اُن کے مِلنے سے ملتا ہی لوگ کہتے ہیں
ہمیں بھی تو ہی اے اللہ مصطفیٰ سے مِلا

مِلی جو خاک درِ یار سے ہمیں صحت
اثر شفا کا نہ ایسا کسی دوا سے مِلا

درود پڑھنے کو حضرت پہ کیوں نہ سمجھیں فرض
یہ کارِ خیر ہمیں حکمِ کبریا سے مِلا

مِلا جو حق سے وہ شہ لیکے اپنا جسمِ نحیف
نہ کوئی کاہِ ضعیف ایسا کہربا سے مِلا

جہاں میں پھرتے ہیں عشاق دم اناالحق کا
حبیبِ حق نہ ہو کیونکر بھلا خدا سے مِلا

یہ آرزو ہے معلّیٰ کہوں میں حضرت سے
مجھے بھی قصرِ جناں آپ کی دعا سے مِلا

کوئی کیا جانے علو و عز و شانِ مصطفیٰ
لامکاں سے ہے دلا ملحق مکانِ مصطفیٰ

ملحق اوجِ لامکاں سے ہے مکانِ مصطفیٰ
زینۂ عرشِ بریں ہے آستانِ مصطفیٰ

رمزِ احمد اور احد جانے تو کیا جانے کوئی
ہے حجابِ میم حائل درمیانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ حق نے جب فرما دیا
زور دکھلائے نہ کیوں تیر کمانِ مصطفیٰ

جو کلامِ حق میں آیا ہے عَلیٰ خُلُقٍ عظیم
خود خدائے دو جہاں ہی قدردانِ مصطفیٰ

جب سے حضرت کی شفاعت بنگئی ہی خضرِ راہ
جا رہا ہے سوئے جنت کاروانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ میں جو معنی ہیں عیاں
کیا کوئی سمجھے جو ہے سرِ نہانِ مصطفیٰ

وصف اُن کا خارج از حدِ بشر پھر کیوں نہو
حضرتِ خالق ہی خود جب مدح خوانِ مصطفیٰ

جان کر محوِ رضائے حق کیا اللہ نے
اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ کہکر امتحانِ مصطفیٰ

باطناً حضرت میں تھی شانِ خدائی جلوہ گر
تھا بظاہر صرف لوگوں کو گمانِ مصطفیٰ

اے معلیٰ کیا کسی سے وصفِ حضرت ہو سکے
بس خدا ہی جانتا ہے عز و شانِ مصطفیٰ

بندہ ہوں دل و جاں سے رسولِ عربی کا
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

کچھ گرمیٔ خورشید قیامت کا نہیں خوف
ہے سر پہ علم سایہ فگن ظلِ نبی کا

کیوں فخر نہ ہو ہم کو کہ آقا ہے ہمارا
عالم میں شرف جس کو ہے عالی نسبی کا

فرمان جو نازل ہی خدائی کا اسی ہیں
بڑھجائے نہ کیوں رتبہ زبانِ عربی کا

کیونکر نہ غلام درِ سلطانِ رسل ہو
جس دل میں ذرا بھی ہو اثر حق طلبی کا

حضرت کی شفاعت کا جو قائل نہو مردود
بدلہ اُسے ملجائے گا اس بے ادبی کا

کیوں عفو گنہ کی مجھے حق سے نہ ہو اُمید
ہے جوش مرے دل میں شفاعت طلبی کا

مِن اَنفُسِکُم بَعدِ لَقَد جَاءَکُم آیا
قرآن میں بیاں ہے تری عالی نسبی کا

مشہور لقب سید کونین ہے جس کا
سردار ہے ہر شیخ و جواں طفل و صبی کا

حضرت کا بیاں کس سے ہو وہ وصفِ رحیمی
حق نے جو مخاطب کیا اس خوش لقبی کا

ہو گا مرض جرم و خطا دور معلیٰ
ہوں دل سے غلام اپنے طبیب قلبی کا

جدا جس دن سے ہے دلبر ہمارا
تڑپتا ہے دلِ مضطر ہمارا

ہو بس دہلیزِ شاہِ دیں کا تکیہ
رہے فرشِ الحجر بستر ہمارا

اگر مدفن مدینے کی زمیں ہو
نصیبہ ہے بلندی پر ہمارا

تمنا ہے یہی خلدِ بریں کی
مدینے کی زمیں ہو گھر ہمارا

کہا شق ہو کے مہ نے شاہِ دیں سے
بلندی پر ہے نیک اختر ہمارا

شفاعت کی سند گر ہاتھ آجائے
ہو نامہ داخلِ دفتر ہمارا

معلیٰ کو زمانہ جانتا ہے
ہے چرچا عشق میں گھر گھر ہمارا

حیف پھر جانا مدینے کو ہمارا نہ ہوا
لطف دیدار میسر وہ دوبارہ نہ ہوا

صدقے ہونا نہ ہوا روضۂ اقدس پہ نصیب
بخت کا آہ بلند اپنے ستارا نہ ہوا

کس طرح سے ہو مرا نخلِ تمنا سرسبز
حاصل اُس گنبد خضرا کا نظارا نہ ہوا

کچھ کمی عاشقِ مضطر نے تڑپنے میں نہ کی
مائلِ زخمِ جگر دل ہی تمھارا نہ ہوا

لاکھوں اچھے کئے بیمار مسیحا تم نے
لیکن اچھا دلِ بیمار ہمارا نہ ہوا

دلِ دیوانہ مرا کیوں نہ خیالی بن جائے
خواب میں بھی کبھی دیدار دوبارا نہ ہوا

ہوتا دیدار ہی اُس گنبد خضرا کا نصیب
کاش دل اپنا مدینے کا منارا نہ ہوا

نکہتِ زلفِ رسولِ عربی کے ہمسر
مشکِ از فر نہ ہوا عنبر سارا نہ ہوا

دُور پھینکی جو مدینے سے اُٹھا کر مری خاک
اے فلک تجھکو تو اتنا بھی گوارا نہ ہوا

چل سکا بس نہ کبھی اپنا دلِ مضطر پر
ملکِ تسکین جگر پر بھی اجارا نہ ہوا

ہم ہی افسوس معلیٰ نہ پیارے کے بنے
کہیں کس منہ سے کہ اپنا وہ پیارا نہ ہوا

تھک کے جب بار کے میں زیر محل بیٹھ گیا
ہو کے ہر عضو مرا ضعف سے شل بیٹھ گیا

جب سے ہی جوش پہ طوفان مرے اشکوں کا
ڈوب کر پانی میں اس دل کا کنول بیٹھ گیا

دلِ اعدا سے کسی طرح نکل سکتا نہیں
رعب حضرت کا جو از روز ازل بیٹھ گیا

دیکھکر شانِ فقیری کا ہماری رتبہ
جوش سرمستئ اربابِ دول بیٹھ گیا

شور وغل مرحبا کہنے کا ہر اک سو سے اُٹھا
میں جو پڑھنے کو یہ محفل میں غزل بیٹھ گیا

رات دن دل جو مرا رہتا ہے مشتاق سماع
سُنی جس جلسے میں آواز دھل بیٹھ گیا

نہر ساوا ہوئی خشک آتش فارس تھی بجھی
رُعب میلاد سے کسریٰ کا محل بیٹھ گیا

دینِ روشن کا جو حضرت کے ہوا شہرہ بلند
بت پرستی کا جو اُٹھا تھا خلل بیٹھ گیا

اے معلیٰ رہوں کیونکر نہ میں اشعار میں محو

اِس زمین پر مرا دِل مثلِ جبل بیٹھ گیا

ہے شوریدہ سرِ زلفِ شہِ عالم میں سر میرا
گُلِ باغِ خلیل اللہ ہے داغِ جگر میرا

تڑپتا ہوں جو سوزِ آتشِ فرقت میں روز و شب
صبا کہدے مدینہ جاکے حالِ مختصر میرا

مدینے کو چلے جاتے ہیں اُڑ کر بال و پر والے
پہنچنا کس طرح سے ہو سکے بے بال و پر میرا

کسی صورت پہنچ جاؤنگا اقصائے مدینہ تک
کشش اپنی ذرا دکھلائے جذبِ دل اگر میرا

سفر ہے آخرت کا بیشتر پہنچوں میں مدینے کو
الٰہی حیدرآباد دکن سے ہو سفر میرا

لگے جا کر ٹھکانے مشتِ خاک اپنی کسی صورت
بنے یارب مدینے کے کسی کوچہ میں گھر میرا

جنابِ نوح سے کہدو کہ پھر کشتی بنا لائیں
نہیں ہوتا ہے کم دریائے جوشِ چشمِ تر میرا

کسی کی راہِ صحرائے مدینہ میں نہیں حاجت
جنابِ خضر سے کہدو کہ دل ہی راہبر میرا

الٰہی تو ہی فرما دے مدد غیبی خزانے سے
کہ زادِ راہ کو کافی نہیں ہے مال و زر میرا

جو میں دیوانہ زلف و عارضِ شہ کا معلیٰ ہوں
تماشا دیکھتے ہیں رات دن شمس و قمر میرا

عجب شاہانہ مجلس تھی عجب دربار ذیشان تھا
یہ میرا دیدۂ پر خواب محوِ دیدِ جاناں تھا

سریر ناز پر جلوہ فزا سلطانِ خوباں تھا
ضیائے نور سے روشن ہر اک سرو چراغاں تھا

وہاں کا ذرہ ذرہ تھا منور نورِ خالق سے
کہ جس کے رشک سے خورشید بھی مغرب میں پنہاں تھا

ادب سے عاشقِ مضطر کھڑے صف بستہ تھے ہر سو
کوئی گردن کئے تھا خم کوئی استادہ حیران تھا

کھڑے آداب گاہوں پر تھے سب صف بستہ اسمیں
ادب سے اور تفاوت سے جہاں قولِ نقیباں تھا

پئے عرضِ سلامِ شاہِ دیں مصروف تھا ہر اک
کوئی راکع کوئی قائم کوئی سجدہ میں غلطاں تھا

مجھے بھی طالعِ بیدار نے واں تک جو پہنچایا
معلّیٰ کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

اگرچہ دل نہ مائل جانبِ تکمیلِ ایماں تھا
مگر سر میں سر سودائے زلفِ شاہِ خوباں تھا

ٹھکانا غیریت کا ہم کو اے دل مل سکے کیونکر
جدھر دیکھو ادھر ہر شئی میں اُن کا نور پنہاں تھا

خبر خوش اُن کے آنیکی کدھر سے دل پہ پا سکتی
ہجومِ لشکرِ غم دل کے اندر گرم جولاں تھا

سعادت وحشتِ دل پر تصدیق کیوں نہ ہو میری
سہانا وہ میرے پیشِ نظر یثرب کا میداں تھا

بھرا تھا روئے اقدس جلوۂ نورِ تجلی سے
جسے غش دیکھکر مانند موسیٰ ماہِ کنعاں تھا

اک ابرو کے اشارہ سے ہوا شق مہ جو گردوں پر
اس اعجازِ شرف سے دیدۂ خورشید حیراں تھا

بہارِ بے خزاں کی سیر حاصل تھی مجھے ہر دم
معلّیٰ میری نظروں میں مدینہ کا گلستاں تھا

جناب خواجۂ ہر دوسرا ہوئے پیدا
ہمارے راہ نما پیشوا ہوئے پیدا

ہے ذاتِ پاک کے باعث یہ سب جہاں کا ظہور
وہ آج بندۂ خاصِ خدا ہوئے پیدا

خطاب اِنّا فتحنا کے جو مخاطب ہیں
وہ راز دانِ مقامِ دنیٰ ہوئے پیدا

وجودِ پاک سے جنکے ظہورِ عالم ہے
وہ فخرِ جملہ جہاں رہنما ہوئے پیدا

خدا نے خُلق کو جنکے عظیم فرمایا
وہ فخرِ زمرۂ کل انبیا ہوئے پیدا

شبِ ولادتِ والا کی جنکی ہے یہ خوشی
وہ پیشوائے تمام اولیا ہوئے پیدا

کرو قیامِ معلّی کہ ہے دمِ تعظیم
ہمارے مالکِ دیں پیشوا ہوئے پیدا

شبِ میلاد کے اوصاف اور حالات کیا کہنا — عجب ہے اے معلّی یہ سہانی رات کیا کہنا
عبادت اور طاعت میں ادائے شکرِ خالق میں — بسر ہوتے تھے حضرت کے جو کچھ اوقات کیا کہنا
یک انگلی کے اشارے سے قمر دو ٹکڑے ہو جانا — وہ حالِ معجزات و خرقِ عادات کیا کہنا
ورم پائے مبارک پر قیامِ لیل سے آنا — عبادت میں بسر ہوتے تھے جو دن رات کیا کہنا
تنِ تنہا چلانا سکۂ دیں سارے عالم میں — شجاعت کی صفت اور حالتِ غزوات کیا کہنا
کلامِ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ پڑھ کے قرآں میں — وہ تھا دستِ مبارک یا خدا کا ہات کیا کہنا
چھڑانا نارِ دوزخ سے بچانا رنج و آفت سے — جو ہونگے حشر میں حضرت کے احسانات کیا کہنا
بجھانا نارِ فارس کو سکھانا نہرِ ساوا کو — شبِ مولد میں جو ظاہر ہوئے آیات کیا کہنا
جو امت کو طفیلِ شاہِ دیں فضل و کرامت کے — جنابِ حق تعالیٰ سے ملے سوغات کیا کہنا
تنِ بے سایہ کا ہونا نکلنا جسم سے ٹپکہ — تھی وہ بے مثل حضرت کی مقدس ذات کیا کہنا
دکھا کر حجتِ بے مثلیٔ قرآں زمانے میں — وہ سچا دین کا ہونا کیا اثبات کیا کہنا
شبِ معراج میں عرشِ بریں پر جا کے خلوت میں — جو تھے راز و نیاز اُن کے خدا کے ساتھ کیا کہنا

جزائے خیر دے تمکو معلّی حضرتِ باری
قصیدہ خوب یہ لکھا تمہاری بات کیا کہنا

ہوں جب سے محوِ جلوۂ رخسارِ مصطفےٰ — ہے داغِ دل مرا گلِ گلزارِ مصطفےٰ

ظاہر ہو کیسے معنی اسرار مصطفےٰ
یارِ خدا ہیں وہ ہے خدا یارِ مصطفےٰ

آنکھیں ہی ہیں نہ طالبِ دیدار مصطفےٰ
دل بھی ہے جان و دل سے طلبگارِ مصطفےٰ

عرش بریں پہ اُن کو بلایا بہ اشتیاق
ہو کر خدا بھی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ

مضمونِ مَنْ رَأَنِی رَاَءَ الْحَقّ دلیل ہے
دیدار حق تعالیٰ ہے دیدارِ مصطفےٰ

ہرگز کبھی نہ خواہش ظلِّ ہما کروں
مجھ کو ملے جو سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

مائل ہوں سوئے دیر و حرم شیخ و برہمن
ہوں جان و دل سے میں تو پرستارِ مصطفےٰ

ناطق ہے اُن کے وصف میں جملہ کلام حق
کیا وصف لکھ سکوں میں سزاوارِ مصطفےٰ

حور و ملائکہ جو ہیں مصروفِ اہتمام
اللہ ری شان و شوکتِ دربارِ مصطفےٰ

ہرگز پھرا نہ سُرمۂ مازاغ پہن کر
دیدار حق سے دیدۂ بیدارِ مصطفےٰ

ہے سجدہ گاہ جن و ملک قدسی و بشر
محراب طاق ابروئے خمدارِ مصطفےٰ

واللہ اُس کو حق کی تجلّی ہوئی نصیب
دیکھا ہے جس نے روئے پُر انوارِ مصطفےٰ

حضرت کا کیا سمجھتے کوئی رتبۂ بلند
عرشِ بریں ہے پایۂ دیوارِ مصطفےٰ

لوٹ آئے جا کے عرش بریں پر اک آن میں
اللہ ری شانِ سرعتِ رفتارِ مصطفےٰ

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِلَّا دلیل ہے
ناطق تھی وحی حق سے ہی گفتارِ مصطفےٰ

کیونکر نہ اِن کو سجدہ کریں سب شجر حجر
شانِ خدا ہے روئے طرحدارِ مصطفےٰ

فضلِ خدائے پاک سے کیا خوش نصیب تھے
اصحاب سب مہاجر و انصارِ مصطفےٰ

محشر کے دن کا خوف معلّٰی نہیں مجھے

ہوں دل سے میں غلامِ وفادارِ مصطفیٰ

آنکھوں میں جو ہے روضۂ پرنور کا نقشا / موسیٰ کی نظر میں ہی جما طور کا نقشا
پھر جاؤں مدینے سے اگر خلد کی جانب / بگڑے نہ کہیں اس دلِ رنجور کا نقشا
اِس رہ سے کہیں سوئے مدینہ نہ چلے جائے / جو دل میں جما ہے مرے ناسور کا نقشا
ہے دیدۂ مخمورِ نبیؐ کا جو تصور / بگڑا ہے مرے زخم کے انگور کا نقشا
سکۂ ابدالدہر شہِ دیں کا ہے جاری / ہے اب وہ کہاں شاہیٔ فغفور کا نقشا
ہر کوہ مدینہ کی تجلّی سے عیاں ہے / آنکھوں میں ہماری جبلِ طور کا نقشا
حق کہتے جو حضرت کی شریعت کے مطابق / ہرگز نہ بگڑتا کبھی منصور کا نقشا

فرقت میں سرِ زلف شۂ دیں کے معلّیٰ
ہر صبح ہے گویا شبِ دیجور کا نقشا

جوانی جو غفلت میں کھویا کیا / اسی غم میں دن رات رویا کیا
جو میں خواب غفلت میں سویا کیا / غمِ نامرادی میں رویا کیا
دکن میں جو عمر اپنی کھویا کیا / فراق مدینہ میں رویا کیا
ملے کیا اُسے ثمرۂ آخرت / نہالِ بدی جس نے بویا کیا
کلامِ خدا کا ملا اِس کو ذوق / زبان وحی سے جس نے گویا کیا
شفاعت کے پھل سے وہ محروم ہے / جو نخلِ محبت نہ بویا کیا
جو جاگا یہاں ذکرِ حق میں مدام / لحد میں وہ بے فکر سویا کیا

نہ پایا معلیٰ نے جز نعت ذوق
بہت سلکِ مضموں پرویا کیا

ہے قہر میں بھی لطف تمہارے بھرا ہوا
ویرانے میں ہو گنج یہ مخفی دھرا ہوا

زندہ دلوں سے کیسے ہو دعوائے ہمسری
اعمالِ بد سے اپنا تو دل ہے مرا ہوا

حسرت ہے آبیاریٔ چشمِ پُرآب سے
نخلِ اُمید بھی نہ ہمارا ہرا ہوا

رحمت کی وہ کسوٹی ہو کیا وصف ہو بیاں
کھوٹا بھی اُس پہ آیا تو فوراً کھرا ہوا

بدرالدجیٰ کی چاند سی صورت جو دیکھ لی
دل جان سے فدائے شہِ دوسرا ہوا

مرنے کے بعد ساتھ نہ آئے گا منعمو
رہ جائیگا یہ مال دھرے کا دھرا ہوا

عرش بریں پہ طبع معلیٰ کا ہے دماغ
جب سے وہ مدح خوانِ شہِ دوسرا ہوا

لیتا ہوں میں جو نام رسالت پناہ کا
ملتا ہے کچھ عجیب مزا مجھ کو چاہ کا

کہتے ہیں جسکو روحِ امیں سب ملائکہ
وہ ایک ایلچی ہے تری بارگاہ کا

دل نے جو کوہ نعتِ شہِ دیں اُٹھالیا
کیا حوصلہ بلند ہے اِس برگِ کاہ کا

تجھکو جلا ہی دیں گے نہ کر دل جلوں پہ ظلم
ہے کام اے فلک یہ فقط ایک آہ کا

مرنے کے بعد خاک بھی اِس خاکسار کی
کہلائے گی غبار مدینے کی راہ کا

رحمت معلیٰ جس کی زمانے پہ عام ہے
ہوں میں غلام خاص اُسی بادشاہ کا

گردن پہ اولیا کی قدم غوث پاک کا / دکھلا رہا ہے فضل و کرم غوث پاک کا

ماموں آفتوں سے رہیں گے وہ حشر میں / دنیا میں بھر رہی ہیں جو دم غوث پاک کا

فرما دیا جو حکم وہ ٹلتا نہیں کبھی / ہے حکم حکم لوح و قلم غوث پاک کا

منہ چومتے ہیں شوق سے آکر ملائکہ / لیتے ہیں نام پاک جو ہم غوث پاک کا

معراج میں سواری حضرت کے ساتھ ساتھ / عرش بریں پہ پہنچا علم غوث پاک کا

حور جناں ملائکہ و اہل چرخ بھی / کرتے ہیں مل کے وصف بہم غوث پاک کا

حسرت کی جا نہیں ہے کہ حق نے ازل ہی خاص / رتبہ کیا بلند رقم غوث پاک کا

فضل خدا سے سارے زمانے میں چلگیا / سکہ عرب سے تا بہ عجم غوث پاک کا

اللہ ری شان خاص کہ محشر کے روز بھی / نام انبیا کے ساتھ ہے ضم غوث پاک کا

شان جم اور شوکت کسریٰ کو بھول جائے / دیکھے جو کوئی جاہ و حشم غوث پاک کا

کحل البصر ہے چشم بصیرت کیواسطے / مل جائے گر غبار قدم غوث پاک کا

مرقد سے زندہ ہوکے اٹھیں مثل روز حشر / سن لیں جو نام اہل عدم غوث پاک کا

تنویر دل صفائی باطن کے واسطے / کافی ہے ذکر حق کی قسم غوث پاک کا

کیوں فیض ذات پاک کی پھیلے نہ روشنی / مملو تھا نور حق سے شکم غوث پاک کا

دل سے غلام ادنیٰ ہوں معلیٰ کمترین
پہونچے مجھے بھی فیض اتم غوث پاک کا

یاالٰہی ہم کو دیدار پیمبر ہو نصیب / جلوۂ انوار فیض روئے انور ہو نصیب

تا قیامت ہم پیاسے حب حضرت کے رہیں
فضلِ رب سے شُربِ جامِ حوضِ کوثر ہو نصیب

صدقِ دل سے ہم غلامانِ شہِ لولاک ہیں
کیا عجب ہے جنت الماویٰ ہمیں گر ہو نصیب

چوب سے کمتر نہیں ہیں عشقِ شاہِ دیں میں ہم
اُستنِ حنانہ کی حالت ہمیں گر ہو نصیب

خواہشِ ظلِّ ہما کیونکر ہمارے دل میں آئے
سایۂ دیوارِ حضرت گر میسر ہو نصیب

کیوں نہ سمجھیں اپنی آنکھوں کا اُسے کحل البصر
گر ہمیں خاکسترِ دہلیزِ دلبر ہو نصیب

کیوں نہ ہم اسکو سمجھ لیں نقشِ تحصیلِ مراد
گر کہیں سے ہم کو نقشِ پائے سرور ہو نصیب

وہ نظر آجائیں بس آئینۂ دل میں ہمیں
کچھ نہ ہم کو شوکت و شانِ سکندر ہو نصیب

گوہرِ مقصد سے ہو دامن ہمارا کیوں نہ پُر
ہجرِ حضرت میں جو اشکِ دیدۂ تر ہو نصیب

ہے مسِ جرم و گناہ کے واسطے اکسیر وہ
خاکپائے حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

پھر نہ ہوگی ہم کو سرخ و سبز کی کچھ احتیاج
خادمئ حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

مغفرت کے واسطے کافی وسیلہ ہے ہمیں
حبِّ صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو نصیب

دو جہاں میں ہم درِ حضرت کے کہلائیں گدا
چاہنے والوں کو گنجِ دولت و زر ہو نصیب

اِس تمنا میں **معلّیٰ** ہوں گریباں چاک میں
روزِ محشر دامنِ آلِ پیمبر ہو نصیب

یہی ہے بندۂ احقر کی التجا یارب
مجھے مدینے کا دیدار پھر دکھا یارب

جو پہنچوں شہرِ مدینہ میں پھر عجب کیا ہے
ہو تیرا لطف اگر میرا رہنما یارب

دلِ حزیں کی مرے بس یہی تمنا ہے
درِ رسول کا بنکر رہوں گدا یارب

پہنچکے شہر مدینہ میں دم نکل جائے
ترے حبیب کے روضے پہ ہوں فدا یارب

زیارتِ شہِ لولاک سے مشرّف ہوں
قبول ہو مرے دل کی یہی دعا یارب

وہ دیکھکر رُخِ پر نور دم نکل جائے
نہیں کچھ اور طلب میری اس سوا یارب

نہ دفن ہونے کے قابل ہوں اُس زمیں میں اگر
سگِ مدینہ کی بن جاؤں میں غذا یارب

مریض جرم ہوں لیکن غلامِ حضرت ہوں
یہ بس ہی میرے لئے درد کی دوا یارب

ترے حبیبِ مکرم کا نام لیوا ہوں
اگرچہ جرم و گنہ میں ہوں مبتلا یارب

گناہگار **معلّیٰ** ہے بخش تو اُس کو
طفیلِ پنجتن و شاہِ کربلا یارب

خدا کرے کہ مدینے کا پھر سفر ہو نصیب
نظارۂ درِ سلطانِ بحر و بر ہو نصیب

جگر در روضۂ پُر نور صدقے ہو ہو کر
وہ چومنا دراقدس کا ہر سحر ہو نصیب

گدائے درگہ سلطانِ دیں میں کہلاؤں
مجھے سوا نہ کوئی اِس کے مال و زر ہو نصیب

نہ دیکھوں روضۂ رضوان کی طرف مڑ کر
قیام شہر مدینہ مجھے اگر ہو نصیب

پھروں مدینے کی گلیوں میں مثلِ دیوانہ
قیام ہر گھڑی باب السّلام پر ہو نصیب

ہو میرا دیدۂ دل نور فیض سے روشن
رسول پاک کا دیدار اک نظر ہو نصیب

رسولِ پاک کا بندہ بنا رہوں ہر دم
نہ کوئی عالمِ دنیا کا کرّ و فر ہو نصیب

بقیع پاک کے ہو جاؤں دفن گوشے میں
زمیں مدینے کی بس مجھ کو اسقدر ہو نصیب

نہ دیکھوں میوۂ جنت کو حشر تک مڑ کر
وہاں کا اک جو مجھے نخلِ پُر ثمر ہو نصیب

زباں پہ میری معلّیٰ ہو یا رسول اللہ
جو نکلے دم تو یہی لفظ مختصر ہو نصیب

دیکھے گر ذرّہ بھی انوارِ لقائے محبوب — مہر و مہ اُٹھ کے ہوں سو بار فدائے محبوب
کیوں نہ ہر دم میں رہوں محوِ ثنائے محبوب — نخلِ ایمان کی ہے بیخ ولائے محبوب
بخدا اُس کو میں سمجھونگا ہے آواز خدا — گر مرے کان میں پہنچیگی صدائے محبوب
کہدو یہ حضرتِ عیسیٰ سے نہ تکلیف کریں — دردِ دل کو مرے کافی ہے دوائے محبوب
قربتِ حق میں ہے اللہ ری شانِ والا — اولیاؤں کی بھی گردن پہ ہے پائے محبوب
خاص محبوبِ خدا ذاتِ مبارک جو نبیؐ — کیا زباں میری کرے وصف و ثنائے محبوب
کیا ولی پہنچ سکے رتبۂ والا کو کوئی — عرش اعظم پہ پھڑکتا ہے لوائے محبوب
در والا کی گدائی پہ نہ کیوں فخر کروں — بڑھ کے شاہانِ جہاں سے ہے گدائے محبوب
سوزشِ گرمیٔ خورشید کا کیا خوف انہیں — روزِ محشر جو رہیں زیرِ لوائے محبوب
لطف کیا کیا نہ دکھائے گا بروزِ محشر — سر میں سودائے نبی دل میں ولائے محبوب

ہو گیا ہے مرا اب عرشِ معلّیٰ پہ دماغ
اے معلّیٰ جو مرے دل میں ہے جائے محبوب

عجب برتر ہے عز و شانِ محبوب — مری جاں کیوں نہ ہو قربانِ محبوب
عمل تقویٰ ریاضت بندگی میں — ہے قائم ہر جگہ برہانِ محبوب
جدا حق سے نہیں اُن کو سمجھتے — ولی جو ہیں مراتب دانِ محبوب

رسائی واں غریبوں کی کہاں ہو　　ملائک خاص ہیں دربانِ محبوب
جو کی حضرت کے دیں کی رہنمائی　　مسلمانوں پہ ہے احسانِ محبوب
خدائی میں خداوندِ جہاں کی　　ہے جاری سکۂ و فرمانِ محبوب
کریں ہرگز نہ پھر پرزے گریباں　　ہمیں ہاتھ آئے گر دامانِ محبوب
ہے حکم اُن کا خدا کا حکم لاریب　　کہ محوِ ذاتِ حق ہے جانِ محبوب

گناہانِ **معلیٰ** بخش الٰہی
کہ ادنیٰ ہے وہ مدحت خوانِ محبوب

ہر چند ظاہرا تو رسولِ خدا ہیں آپ　　لیکن خبر نہیں ہے کہ باطن ہیں کیا ہیں آپ
فرما دیا ہے حق نے محمد جو آپ کو　　ہم بھی کہیں گے لائقِ حمد و ثنا ہیں آپ
ہے ذاتِ پاک آپ کی بےمثل و بےنظیر　　واللہ اسمِ اعظم ذاتِ خدا ہیں آپ
ہم کو نہیں ہے حضرتِ عیسیٰ سے کچھ غرض　　ہم عاصیوں کے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

کیا ہو سکے زبانِ **معلیٰ** سے وصفِ پاک
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا ہیں آپ

جب حشر کے دن گرم ہو بازارِ شفاعت　　بھولو نہ مجھے اے شہ مختارِ شفاعت
رتبہ شہِ ابرار کا کھل جائیگا سب پر　　جب ہوں گے گنہگار طلبگارِ شفاعت
یارب ہے دعا میری پئے عفو یہ دن رات　　مجھ پر بھی کریں رحم وہ سردارِ شفاعت
ناکارہ گنہگار ہوں آلودۂ عصیاں　　ہو یاد مری بھی سرِ دربارِ شفاعت

یہ آپ کو ہی حق نے دیا رتبۂ عالی
ہے آپ سوا کون جو لے بارِ شفاعت

کیوں بخشے نہ جائیں گے گنہگار ہزاروں
خود آپ کا خالق ہے خریدارِ شفاعت

ہو جائیگا رتبہ شہِ ابرار کا روشن
دیکھیں گے جو وہ جلوۂ انوارِ شفاعت

محشر میں ہے گرمی خورشید معلی
کافی ہے مجھے سایۂ دیوارِ شفاعت

ہے آج جشن مولدِ خیر الورا کی رات
جلوہ فزا ہے جلوۂ نورِ خدا کی رات

ہم صبحِ عید سے اسے افضل کہیں نہ کیوں
روزِ ازل سے آئی ہے بنکر ضیا کی رات

تشبیہ کیسے ہم دیں شب طور سے اسے
موسیٰ کی رات تھی وہ یہ ہے مصطفےٰ کی رات

تشبیے شب برات وشبِ قدر اِس کے ہیں
ہے یہ ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی رات

اس میں جنابِ رحمتِ عالم کا ہے ظہور
سچ پوچھیے تو ہے یہی اک مدعا کی رات

ہے رات کونسی جو کرے اِس کی ہمسری
بیشک ہے یہ فضیلتِ بے انتہا کی رات

وردِ درود اس کے سویدائے دل میں ہے
تسبیح خواں ازل سے ہے صلِّ علیٰ کی رات

مانگیں دعائے خیر اسی میں سب اہل خیر
واللہ یہ ہے قبولیتِ ہر دعا کی رات

ہم اُن کے سب غلاموں کا ہو خاتمہ بخیر
یارب ترے حبیب کی ہے ابتدا کی رات

بخشے گئے گناہِ معلّیٰ کہ آج ہے
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا کی رات

ہے عالی تر مقامِ حضرتِ غوث
فدا ہے دل بنامِ حضرتِ غوث

قدم گردن پہ لیئے ہر ولی کو
ہے حکمِ حق کلامِ حضرتِ غوث

رہے وہ مستِ عشقِ حق ابد تک
جو پی لے ایک جامِ حضرتِ غوث

تمامی اُمّتِ شاہِ رُسل پر
ہے جاری فیضِ عامِ حضرتِ غوث

پئے بخشایشِ اُمّت بمحشر
رہے گا اہتمامِ حضرتِ غوث

نہ خواہش ہو ہمیں ظلِ ہما کی
ملے گر ظل بامِ حضرتِ غوث

کھڑے رہتے ہیں صف بستہ ملائک
پئے عرضِ سلامِ حضرتِ غوث

کرے کیا کوئی دعویٰ ہمسری کا
مقدر ہے بکامِ حضرتِ غوث

ہر اک مرغِ چمن زارِ ولایت
ہے قیدی زیرِ دامِ حضرتِ غوث

ہمارے پیشوا وہ کیوں نہ ٹھہریں
ہیں شاہِ دیں امامِ حضرتِ غوث

طفیلِ غوث سے بخش اسکو یارب
معلّی ہے غلامِ حضرتِ غوث

حلقے میں اولیا کے ہے عالی مقامِ غوث
سکہ ہے بادشاہی کا جاری بنامِ غوث

لاکھوں ہی کامیاب ہیں اس درسے اولیا
جاری رہے الٰہی یہ فیضِ دوامِ غوث

ارشاد جو ہوا قدمی ہذہ کا قول
اللہ کا تھا کلام نہ تھا وہ کلامِ غوث

معشوقِ حق ہیں آپ ولی عاشقانِ حق
ظاہر ہے اس سے فرقِ علوِّ مقامِ غوث

تسخیرِ ملکِ قُربِ الٰہی کے واسطے
چمکی ہوئی ہے دونوں جہاں میں حسامِ غوث

حور و ملک بشر سبھی میدانِ حشر میں
صف بستہ ہیں کھڑے ہوئے بہرِ سلامِ غوث

انوارِ حق سے نورِ مجسم ہی ذاتِ پاک
صبحِ تجلیاتِ الٰہی ہے شامِ غوث

جن و بشر ہی تابعِ فرماں نہیں فقط
جاری ملائکہ پہ بھی ہے حکمِ عامِ غوث

بخشش کو میری بس ہی کہیں حشر میں جو لوگ
دیکھو وہ آرہا ہی معلّیٰ غلامِ غوث

کیا لکھوں رتبۂ یگانۂ غوث
بابِ جنت ہے آستانۂ غوث

حالِ اجلالِ غوث دکھلاتا
ہوتا گر آج کل زمانۂ غوث

قعرِ دوزخ سے اُٹھ سکے نہ کبھی
جس پہ پڑ جائے تازیانۂ غوث

بھول جائیں گے سب خودی اپنی
گر کروں عرض میں فسانۂ غوث

کام کیا ہے سماعِ دنیا سے
گوش زد ہو اگر ترانۂ غوث

کچھ عجب شانِ دستگیری ہی
فیض سے ہے بھرا خزانۂ غوث

وصف کیا ہو بیاں معلّیٰ سے
قدرتِ حق ہے کارخانۂ غوث

جہاں میں آمدِ خیر الوریٰ کی دھوم ہی آج
ظہورِ جلوۂ نورِ خدا کی دھوم ہے آج

ضیائے نورِ تجلی سے چرخ ہی روشن
طلوعِ مہرِ سپہرِ ہُدا کی دھوم ہے آج

زبانِ حور و ملک پر ہی مرحبا جاری
صدائے نعرۂ صلِّ علیٰ کی دھوم ہے آج

ہے تہنیت کی ادائی کا شور و غل ہر سو
بہم مبارکئی انبیا کی دھوم ہے آج

بشارت اور خوشی کے ہیں ہر طرف جلسے
ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی دھوم ہے آج

ہر ایک سو ہے عیاں رحمتِ خدا کا ظہور — تجلیٔ کرمِ کبریا کی دھوم ہے آج
بیانِ وصف زباں سے ہو اس خوشی کا کیا — رسومِ شادیٔ بے انتہا کی دھوم ہے آج
مٹیگا کیوں نہ کدورت کا نام دنیا سے — مسرتِ دلِ اہلِ صفا کی دھوم ہے آج
غمِ تولدِ حضرت سے فوج شیطاں میں — الم و زاریٔ رنج و بکا کی دھوم ہے آج
ہو اہلِ کفر و ضلالت کو دخل یاں کیونکر — قدومِ رہبرِ دیں پیشوا کی دھوم ہے آج

ہو کیوں نہ آمدِ مضموں دلِ معلیٰ پر
زبانِ کلک پہ مدح و ثنا کی دھوم ہے آج

دیکھی ہے جو شانِ رخِ زیبائے محمدؐ — جبریلِ امیں کیوں نہ ہوں شیدائے محمدؐ
ہے عرشِ بریں فرش تہِ پائے محمدؐ — کیوں فخر سے چومے نہ قدمہائے محمدؐ
ہے آنکھوں میں اور دل میں مرے جائے محمدؐ — سینہ ہے مرا مسکن و ماوائے محمدؐ
پروانۂ شمعِ رخِ زیبائے نبی ہوں — کیوں مجھکو نہو خواہشِ پروائے محمدؐ
قرآں میں جو آیا ہے بیاں قاب و قوسین — ادنیٰ ہے مقامِ شرف افزائے محمدؐ
حاصل ہوا انہیں سرمۂ مازاغ کہاں سے — آنکھیں ہوں مری کیسے شناسائے محمدؐ
ہے گول دہن حلقۂ ہا لام دو زلفیں — اللہ کا الف ہے قدِ بالائے محمدؐ
بن جائے وہ یارب شررِ نارِ جہنم — جس سر میں نہو گرمیٔ سودائے محمدؐ
کیونکر نہ گرفتار رہے قیدِ جہاں میں — جو دل سے نہ ہو والہ و شیدائے محمدؐ

ہے کعبۂ مقصودِ معلیٰ کا مدینہ

اُس کے دلِ پرشوق میں ہی جائے محمدؐ

منبع فضلِ کبریا ہے درود
معدنِ رحمتِ خدا ہے درود

نہیں کوئی درود سے بڑھ کر
مظہرِ فیضِ مصطفےٰ ہے درود

کُنتُ کنزاً کا راز مخفی ہے
مخزنِ لطف واتّقا ہے درود

کیوں نہ ہو یاد رات دن اُس کی
دلِ عاشق کا مدّعا ہے درود

کیوں نہ بڑھجائے عاقبت میں حیات
طائرِ روح کی غذا ہے درود

اے مریضانِ عشقِ مصطفوی
ہر مرض کے لئے شفا ہے درود

خوف خورشیدِ حشر کا کیا ہو
اپنا محشر میں آسرا ہے درود

فرض جانو درود پڑھنے کو
نورِ ایمان کی بنا ہے درود

فضل میں فخر میں فضیلت میں
سب عبادات سے سوا ہے درود

کیوں کشش ہو نہ دِل کی اُس جانب
کاہ میں ہوں تو کہربا ہے درود

وِرد اُس کا ہو کیوں نہ دل کو قبول
بہرِ مقبولئ دعا ہے درود

نور پھیلا ہے اس کا عالم میں
رونقِ شمع کی ضیا ہے درود

اے معلّیٰ پڑھو دل وجاں سے
باعثِ بخششِ خطا ہے درود

بھیجے خدا نے جتنے پیمبر زمین پر
حضرت ہیں سب کے سیّد و سرور زمین پر

دورِ فلک نے آہ ہزاروں مٹادئے
تھے بادشہ جو مثلِ سکندر زمین پر

چرخ بریں بھی گنبد خضرا کے سامنے
کرتا سلام روز ہے جھک کر زمین پر

ارشادِ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ سے ہے ثبوت
آئے حضور روپ بدل کر زمین پر

عیسیٰ کے ساتھ رتبۂ حضرت کا تول میں
پلہ گراں تمہارا رہ گیا ٹک کر زمین پر

کیونکر ملک نہ آئیں اتر کرنے طواف
عرشِ بریں ہے روضۂ انور زمین پر

ظلماتِ کفر دہر میں اندھیر ڈالتی
ہوتی اگر نہ ذاتِ پیمبر زمین پر

خورشید جا کے پردۂ گردوں میں چھپ گیا
دیکھا جو نورِ روضۂ انور زمین پر

کیا وصف شہ کے دانتوں کا اہلِ سخن کریں
کیسے اُتار لائیں وہ اختر زمین پر

بتخانے پائمال تھے بت سارے سرنگوں
جب تک رہا قیامِ پیمبر زمین پر

خوبی میں مثلِ قامتِ بالائے شاہِ دیں
طوبیٰ فلک پہ ہے نہ صنوبر زمین پر

جب سے ہی سیرِ باغِ مدینہ سے بے نصیب
دیوانہ وار پھرتی ہے صرصر زمین پر

ہے شوق انہیں کہ پہلوئے حضرت میں دفن ہوں
عیسیٰ پھر آئیں کیوں نہ اتر کر زمین پر

شوقِ حصولِ سایۂ دیوارِ شاہ میں
عاشق لگائے بیٹھے ہیں بستر زمین پر

کیا شان کبریائی کی تیری ہے اے خدا
دعویٰ کریں خدائی کا پتھر زمین پر

یارب قبول ہو یہ معلّیٰ کی التجا
مدفن مرا مدینے کی ہو سرزمین پر

رنجِ فرقت سے دلِ زار کو مغموم نہ کر
اپنے دیدار سے جاناں مجھے محروم نہ کر

بارِ عصیاں سے گراں خاطرِ مغموم نہ کر
پیشِ حق مجھکو سبک اے مرے مخدوم نہ کر

میرے آقا مرے حضرت ابھی آرام میں ہیں
جل کے ہنگامۂ محشر سے کہو دھوم نہ کر

ہیچ ہے زندگی عمر دو روزہ پہ غرور
اعتبار اثر ہستئ موہوم نہ کر

چھوڑ کر ظلم و ستم کر مرے احوال پہ رحم
مجھ کو بھی داخلِ جمعِ صفِ مظلوم نہ کر

در حضرت کی گدائی مجھے کافی ہے دلا
آرزوئے شہئ سلطنتِ روم نہ کر

بے نشانی کے سوا اُس کا نشاں ملتا نہیں
یہ بلا ہے جو پتہ دل سے تو معدوم نہ کر

عشق میں رنج و الم کو نہ سمجھ رنج و الم
مائل اِس پر تو کبھی خاطرِ مغموم نہ کر

تا دم زیست معلّیٰ نہ کبھی بھول اسے
نعت گوئی کے سوا نثر کو منظوم نہ کر

عرشِ اعظم سے ہی ملحق تر مکانِ دستگیر
کوئی کیا جانے معلّیٰ عز و شانِ دستگیر

رات دن رہتی ہے میرے دل میں بس خواہش یہی
سر ہو میرا اور سنگِ آستانِ دستگیر

گردنوں پر اولیا کی کیوں نہو اُن کا قدم
سب ہیں عاشق اور معشوقی ہی شانِ دستگیر

رتبۂ محبوب سبحانی جو عالی ہے مقام
کیا کسی پر کھل سکے رازِ نہانِ دستگیر

دستگیری جس کی کی حضرت نے وہ کامل بنا
کر لیا ہے ہم نے دائم امتحانِ دستگیر

پہونچتا ہے ہر نشانِ عرش پر تیرِ دعا
کس قدر پُر زور ہے تابِ کمانِ دستگیر

کچھ نہ اُن کو گرمئ خورشیدِ محشر کا ہی خوف
جو رہیں گے زیرِ ظلِ سائبانِ دستگیر

رہ نمائی کے طریقے گوشِ دل سے وعظ میں
خضر بھی سنتے ہیں آکر خوش بیانِ دستگیر

روزِ محشر غیر حسرت میں رہیں گے دیکھکر
جب کشادہ ہوگا ہر خادم پہ خوانِ دستگیر

گرچہ ظاہر وہ خدا کے خاص بندے ہیں مگر
کوئی کیا جانے جو باطن میں ہے شانِ دستگیر

حشر میں کر عفو یا رب اُس کے سب جرم و گناہ
ہے معلی کمترین اک مدح خوانِ دستگیر

کچھ پتہ چلتا نہیں دل کا جگر کے آس پاس
دیکھو ہوگا روضۂ خیر البشر کے آس پاس

دولتِ دیدارِ جاناں جلد ہو یا رب نصیب
کب تلک پھرتا رہوں دیوار و در کے آس پاس

اڑ سکے اوجِ رسالت تک کہاں مرغِ خیال
گر پرِ جبریل بھی ہو بال و پر کے آس پاس

اُس لبِ شیریں پہ ایسی ہیں فدا جانیں ہزار
چیونٹیاں جیسے لپٹتی ہیں شکر کے آس پاس

جب اسی دہلیز سے جن و بشر ہیں فیضیاب
کیوں نہ میں بیٹھا رہوں اُس سنگِ در کے آس پاس

غیرتِ خلدِ بریں رشکِ گلستانِ ارم
ہے وہ جالی روضۂ خیر البشر کے آس پاس

کیوں نہ سمجھوں روضۂ رضواں سے بھی بڑھکر اسے
جا مدینے میں ملے گر اُن کے در کے آس پاس

خواہشِ دیدار میں روتا ہوں جب سے رات دن
پڑ گئے ہیں حلقے میری چشمِ تر کے آس پاس

گرد حضرت کے صحابہ کا یہ رہتا تھا ہجوم
رہتے ہیں جسطرح سے تارے قمر کے آس پاس

دل ہمارا غیرتِ گلزارِ ابراہیم ہے
پڑ گئے ہیں اس قدر چھالے جگر کے آس پاس

اے معلی دل سے نکلی ہے دعا ہوگی قبول
پھر رہی ہے دیکھنا بابِ اثر کے آس پاس

رکھے دل میں جو حبِ مصطفیٰ دل
وہی ہے اے معلی کام کا دل

کروں ہر دم نبی پر میں فدا دل
عطا کر ہر گھڑی یا رب نیا دل

نہ اک لحظہ بھی پہلو میں رہا دل — مدینے کی گلی ہے اور مرا دل

محیطِ عشق میں ہے آشنا دل — غریقِ بحرِ رحمت ہے مرا دل

کروں کیونکر نہ اپنے دل کی تعظیم — کہ شاہِ دیں کی ہے دولت سرا دل

بنے کیونکر نہ رشکِ عرشِ اعظم — کہ ہے منزل گہِ عرشِ خدا دل

صبا کہدے حبیبِ کبریا سے — تمھارا ڈھونڈتا ہے آسرا دل

ترحّم یا نبیؐ اللہ ترحّم — ہے مضطر آپ کے غم سی مرا دل

نبیؐ کے ہے جو ظلِّ عاطفت میں
معلّیٰ عرشِ اعظم ہے مرا دل

جہاں میں ہے شبِ میلادِ مصطفےٰ کی دھوم — ہے آمد آمدِ سلطانِ انبیا کی دھوم

مچی جہان میں ہے کس عز و شاں سی آنکی — خدائی بھر میں ہے اُس بندۂ خدا کی دھوم

عجب نہیں ہے جو ہو سرد آتشِ فارس — فروغِ باغِ خلیلی کے ہے ضیا کی دھوم

خوشی سے پھولوں سماتی نہیں شبِ میلاد — ہے آمد آمدِ واللیل والضحےٰ کی دھوم

محلِ کسروی کیونکر نہ خوف سی گرجائے — خدا کے گھر میں ہے اسلام کی ضیا کی دھوم

جہاں سی ظلمت و کفر و نفاق کیوں نہ مٹے — ہے پھیلی جلوۂ انوارِ کبریا کی دھوم

جو کرتے ہیں ادا آج شادیِ میلاد — بیاں میں آتی نہیں رضا اور سما کی دھوم

سمائے کیسے بھلا مومنوں کے دل میں خوشی — ہے مولدِ شہِ مقبولِ کبریا کی دھوم

دلوں میں اپنے جو روزِ الست کی ہے خوشی — مچا رہی ہے وہ اس شب میں بھی بلا کی دھوم

درود خوانی کا عالم میں ہر طرف جو ہے غل
ہے خوشنما یہ عجب خلقتِ خدا کی دھوم

جو نغمہ خوانیٔ صلِّ علیٰ میں ہیں مشغول
لبھاتی دل کو ہے جو رونق بھی صدا کی دھوم

ظہورِ مظہرِ نورِ الٰہ کے باعث سے
سُرورِ شادی سے ہر سو ہے اصفیا کی دھوم

ادائے تہنیتِ جشن کے لئے ہر جا
نزولِ فوجِ ملک سے ہے انتہا کی دھوم

جو شور و غُل ہے مبارک کا دہر میں ہر سو
شمارِ عقل سے خارج ہے جا بجا کی دھوم

خوشی دلوں پہ جو حضرت کی ہے ولادت کی
کہیں ہے ذکر کا غُل اور کہیں ثنا کی دھوم

میں لکھ رہا ہوں معلّیٰ جو نعت کے اشعار
ہے دل پہ میرے مضامینِ باصفا کی دھوم

وصفِ رسولِ پاک کریں کس زباں سے ہم
لائیں زبانِ حضرتِ باری کہاں سے ہم

ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم
سرکائیں گے نہ سر کبھی اس آستاں سے ہم

تشبیہ کیا بیانِ دُرِ دنداں کی ہو سکے
تارے اُتار لائیں بھی گر آسماں سے ہم

بے مثل ذات اُن کی ہے کیونکر ملے پتا
کس طرح ڈھونڈ لائیں مکانِ لامکاں سے ہم

میدانِ نعتِ شہ میں اُڑاتے ہیں مرغِ فکر
بڑھ جائیں کیوں نہ طائرِ عرش آشیاں سے ہم

حامی ہمارے ہیں جو وہ آقائے نامدار
کیونکر فدا نہ اُن پہ رہیں لاکھ جاں سے ہم

عشقِ نبی ہمارے لئے زادِ راہ ہے
جب دارِ آخرت کو چلیں گے یہاں سے ہم

پہنچا دے یا الٰہی مدینے کو جلد تر
اُکتا گئے سکونتِ ہندوستاں سے ہم

تازہ ہے داغِ دل کا چمن عشقِ شاہ میں
رکھتے غرض نہیں ہیں بہار و خزاں سے ہم

اپنے مقامِ عود کا بتلائیں کیا پتا
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ آئے کہاں سے ہم

اے جذبِ عشقِ یار ہمیں تو ہی کھینچ لے
کیا زور کر سکیں گے دلِ ناتواں سے ہم

دہلیزِ بارگاہِ شہِ انبیاء نہ چھوڑ
کہتے ہیں بار بار دلِ ناتواں سے ہم

ہیں خواستگارِ گوشۂ دامانِ مصطفےٰ
رکھتے نہیں ہیں کام کچھ اہلِ جہاں سے ہم

بعدِ فنا بھی خلد میں کہتی ہے میری روح
سیدھے مدینے جائیں گے اُڑ کر یہاں سے ہم

فرشِ زمیں پہ ہم ہیں وہ مسند نشینِ عرش
پہونچیں قریب اُن کے معلّیٰ کہاں سے ہم

سوزِ الم سے دل کو کہاں تک جلائیں ہم
کب تک غمِ فراق کے صدمے اُٹھائیں ہم

بہرِ حصولِ روشنیٔ چشمِ باطنی
آنکھوں میں خاکِ راہ وہاں کی لگائیں ہم

صدقے ہوں گردِ روضۂ اقدس کے بار بار
اپنا مطاف گنبدِ خضرا بنائیں ہم

دفعِ کدورتِ دلِ ناشاد کے لئے
خاشاکِ راہ آنکھوں سے اپنی اٹھائیں ہم

بابُ السّلام پر کبھی استادہ با ادب
عرضِ سلام کے لئے سر کو جھکائیں ہم

بہرِ ادائے سجدۂ شکرانہ حضور
فرشُ الحجر کو اپنا مصلّا بنائیں ہم

مستانہ وار زیست معلّیٰ بسر کریں
جائے قیام دشتِ مدینہ بنائیں ہم

نورِ پیمبر یا غوثِ اعظم
ہے ذاتِ انور یا غوثِ اعظم

نکہتِ زلفِ والا سے نادم
ہے مشکِ اذفر یا غوثِ اعظم

زمرے میں اقطاب اور اولیا کے
ہو سب سے بہتر یا غوثِ اعظم

خورشیدِ برجِ چرخِ ولایت
ہے روئے انور یا غوثِ اعظم

ظاہر ہیں انساں لیکن بباطن
ہو حق کے مظہر یا غوثِ اعظم

ذرہ تمہارے کوچے کا شاہا
ہے مہرِ خاور یا غوثِ اعظم

پائے مبارک سب اولیا کی
ہے گردنوں پر یا غوثِ اعظم

جز ذاتِ والا ہم کو سہارا
ہے کون سرور یا غوثِ اعظم

روئے منور بے شبہ بیشک
ہے سعدِ اکبر یا غوثِ اعظم

سایہ تمہارا ہم عاصیوں کے
ہو سر کے اوپر یا غوثِ اعظم

تعریفِ دنداں میں شعر معلیٰ
ہے سلکِ گوہر یا غوثِ اعظم

شمس حضرت کے مقابل جلوہ گر کچھ بھی نہیں
رُخ کے آگے جلوۂ نورِ قمر کچھ بھی نہیں

ب پہ جز ذکرِ شہ خیر البشر کچھ بھی نہیں
وردِ میرا اس سوا شام و سحر کچھ بھی نہیں

عالم اس آئینہ ہستی میں ہے عکسِ جمال
دیکھنے کو ہی ادھر سب کچھ - اُدھر کچھ بھی نہیں

رُتبہ جن و ملک اور رتبہ کل انبیاء
پیش شانِ حضرتِ خیر البشر کچھ بھی نہیں

ذاتِ باری میں عجب ذاتِ مبارک ہے فنا
عکس آئینے میں ظاہر ہے مگر کچھ بھی نہیں

عرش پر جا کر پلٹ آنے سے بڑھکر آن میں
وادیٔ ایمن کا اے موسیٰ سفر کچھ بھی نہیں

دیکھتا ہوں میں جدھر نورِ الٰہی کے سوا
میری آنکھوں کو تو آتا ہی نظر کچھ بھی نہیں

وہ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا عصائے موسوی / پیشِ شانِ رتبۂ شق القمر کچھ بھی نہیں
کچھ چلا مجکو نہ حضرت کی حقیقت کا پتا / طاقتِ ادراک تجھ میں اے بصر کچھ بھی نہیں
سب ادھر ہے دہر میں اظہار اسما و صفات / ذاتِ مطلق کے سوا پیدا اُدھر کچھ بھی نہیں
کیا لب و دندانِ حضرت سے کریں گے ہمسری / اُن کے آگے لعل و یاقوت و گہر کچھ بھی نہیں
بے ادب کہتے ہیں جو ہم بھی بشر وہ بھی بشر / اُن کو حضرت کی حقیقت کی خبر کچھ بھی نہیں
ہمسری خیر البشر سے کیا کرے کوئی بشر / سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں
بے مددِ حضرت کے پہنچوں میں مدینہ کس طرح / پاس میرے خرچ رہ زادِ سفر کچھ بھی نہیں

شافعِ روزِ جزا ہیں میرے آقائے کریم
روزِ محشر کا **معلیٰ** مجھ کو ڈر کچھ بھی نہیں

عجب رتبے میں عالی شان محی الدین جیلی ہیں / نبی کے نورِ چشم و جان محی الدین جیلی ہیں
رکھے زیرِ قدم اُن کے نہ کیونکر ہر ولی گردن / کہ فخرِ عالمِ ایقان محی الدین جیلی ہیں
نہ کیونکر خاکِ در کو اُن کی ہم خاکِ شفا سمجھیں / ہمارے درد کے درمان محی الدین جیلی ہیں
محبت اور اطاعت اُن کی لازم اہلِ دیں پر ہے / مدارِ دین و ہم ایمان محی الدین جیلی ہیں
ہے فرمانِ حکومت اُن کا جاری سارے عالم پر / اگرچہ ساکنِ جیلان محی الدین جیلی ہیں
ملے گر آپ کے در کی گدائی ہم کو کافی ہے / نہ کچھ اور اس سوا ارمان محی الدین جیلی ہیں
بچا ہیں گے نہ کیوں دوزخ سے وہ اُمت کو نانا کی / دوائے علتِ عصیان محی الدین جیلی ہیں
ضیائے نور ہے اُن کی منور سارا عالم ہے / شرف کے نیرِ تابان محی الدین جیلی ہیں

دکھائے مُردے زندہ کرکے بھی زورِ مسیحائی — عجب سردارِ عالی شان محی الدین جیلی ہیں
گروہِ اولیا سب عاشقِ درگاہِ باری ہے — حبیبِ حضرتِ سبحاں محی الدین جیلی ہیں

ہو کیا خوف اے معلیٰ مجھ کو شورِ روزِ محشر کا
حمایت پہ مری ہر آں محی الدین جیلی ہیں

نہ کہا آکے یہ اے جان کسی نے تجھ کو — کہ بلایا ہے مدینے میں نبی نے تجھ کو
ہجر میں رو کہ یہی دو آنکھیں سفینے تجھ کو — یہی پہنچائیں گے اک روز مدینے تجھ کو
ذکرِ حضرت میں تو مصروف رہے اے جانِ حزیں — رحمتِ حق کے ملے ہیں یہ دفینے تجھ کو
نعتیہ شعر مرے سُن کے یہ کہتے ہیں اویس — دیا بخشش کا وثیقہ یہ نبیؐ نے تجھ کو
صدقے ہوتا ہوں جو روضے کے تو کہتے ہیں ملک — یاد ہیں خوب خوشامد کے قرینے تجھ کو
نامِ حضرت پہ ہو صدقے تو اذاں میں دلِ ار — کی عنایت یہ بلالِ حبشیؓ نے تجھ کو
سر نہ سرکا کبھی دہلیزِ شہِ دیں سے ولا — چومنے کیلئے بس ہیں یہی زینے تجھ کو
آرزو ہے کہ کہیں قبر میں بھی مجھ سے ملک — بخشوایا ہے گناہوں سے نبیؐ نے تجھ کو

اے معلیٰ نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ
کافی ہے ورد یہی بارہ مہینے تجھ کو

ان آنکھوں کو اللہ نظر آئے مدینہ — ہر لحظہ ہو دل محوِ تماشائے مدینہ
یہ دل میں جما نقشۂ زیبائے مدینہ — ہے خانۂ کعبہ میں تجلائے مدینہ
سو بار تصدق ہوں میں اُس پیاری خلش پر — اُف رے خلشِ خارِ تمنائے مدینہ

بدلے میں سر و جاں کے بھی گر اسکو خریدیں
ارزاں ہی ہمارے لئے سودائے مدینہ

سر اُس کا سرِ جیبِ مقدّس سے لگا ہے
ہی غم سے بری دامنِ صحرائے مدینہ

خالِص عسل و نخل سے خرمائے چکیدہ
ہے نعمتِ حق یہ منّ و سلوائے مدینہ

کہتے ہیں لبصد شوق مرے مردم دیدہ
کیا خوب ہی گر آنکھ میں چھپ جائے مدینہ

تا حشر تری بارشِ رحمت سے الٰہی
سر سبز رہے گنبدِ خضرائے مدینہ

حضرت کا بنا جب سے ہی آرام گہِ خاص
کیوں فخر سے اپنے میں نہ اترائے مدینہ

ہیں حور و ملک جس پہ دل و جاں سے تصدّق
رشکِ چمنِ خلد ہے صحرائے مدینہ

کونین میں پھیلی ہی ضیا جس کی معلّیٰ
کیا غیرتِ خورشید ہے سیمائے مدینہ

خرمے کے درخت اور وہ صحرائے مدینہ
یاد آتا ہے ہر رہ پہ مجھے ہائے مدینہ

اللہ رے تاثیر تولّائے مدینہ
ہر داغ جگر ہے گلِ صحرائے مدینہ

دل جب سے بنا والہ و شیدائے مدینہ
کہتا ہے مرا ہر بنِ مو ہائے مدینہ

غلماں ہیں غلامان تو پرستار ہیں حوریں
جنت کا سراپا ہے سراپائے مدینہ

چشمانِ بصیرت سے نگہ کر کے ملائک
رکھ لیتے ہیں آنکھوں پہ قدمہائے مدینہ

آنکھیں تو ذرا کھول کے دیکھ لے دلِ نادان
ہے آنکھ کی پتلی میں تماشائے مدینہ

صحرائے مدینہ میں پھرو قیس کے مانند
ہل جائے اگر ناقۂ لیلائے مدینہ

بیہوش گریں ہوش میں تا حشر نہ آئیں
دیکھیں کبھی موسیٰ جو تجلائے مدینہ

یہ حاملِ اقدام ہے وہ حاملِ نعلین
کیوں عرش سے رتبے میں نہ بڑھ جائے مدینہ

ہر گز دلِ مخلوق کی کھیتی نہ ہری ہو
گر ابرِ کرم اپنا نہ برسائے مدینہ

کیونکر نہ حسد سے جگرِ ماہ ہو پارہ
خورشید ہی ہر ذرّۂ صحرائے مدینہ

تاحشر خمارِ مئے اُلفت میں رہوں مست
کم ہو نہ یہ کیفیتِ صہبائے مدینہ

ہرگز نہ کرے میوۂ جنت کی وہ خواہش
حاصل ہے جسے لذتِ خُرمائے مدینہ

ہے سرمۂ چشمِ بشر و جن و ملائک
خاکِ قدمِ اقدسِ مولائے مدینہ

ہو رشکِ دلِ عرش بریں کو بھی معلیٰ
رنگ اپنی حقیقت کا جو دکھلائے مدینہ

آسمان والوں کو شان اپنی دکھانیوالے
اے میاں عرش پہ نعلین سے جانیوالے

بندۂ عاصی کی بھی حشر کے دن یاد رہے
اے گنہگاروں کو اُمت کے بچانیوالے

رحمتِ حضرتِ حق تم پہ ہو نازل ہر آن
مژدۂ عفو غریبوں کو سُنانیوالے

دیکھکر آپ کی وہ شانِ مقامِ محمود
دم بخود رشک سے ہیں سازِ زمانیوالے

مجھے بتلاؤ تو ہیں کون جہان میں ایسے
دیر بےسکّے کو دنیا میں چلانیوالے

حشر میں آکے تو دیکھیں مرے آقا کا مقام
ہیں کدھر آج وہ فخر اپنا جتانیوالے

انبیا میں بھی کوئی ایسے تو بتلائیں مجھے
شیفتہ اپنا خدائی کو بنانیوالے

کس کو حاصل تھی کرامات میں یہ شانِ رفیع
پارۂ نان میں صدہا کو کھلانیوالے

کون ہے آپ سوا کہدے یہ حضرت سے کوئی

سندِ عفو معلیٰ کو دلا نیوالے

جائیں جنت کی طرف زہد پہ جتانیوالے
ہم گنہگار مدینے کو ہیں جانیوالے

عشقِ حضرت ہیں ہمارے شررِ سوزِ جگر
ہیں دلِ طور کی ہستی کو جلانیوالے

کر دلے شہ اورنگ مقامِ محمود
بے ٹھکانہ ہوئے جاتے ہیں ٹھکانیوالے

قافلے ملکِ عدم کو جو چلے ہیں صد ہا
ہیں مدینے کی طرف بھی کوئی جانیوالے

بس ہمارے لئے ہو سایۂ دیوارِ نبیؐ
ہم نہیں بالِ ہما میں کبھی آنیوالے

سرمۂ خاکِ قدم کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق
او سرِ عرش پہ نعلین سے جانیوالے

طرۂ گیسوئے خمدارِ شہِ ختمِ رسل
دل کو ہیں دامِ محبت میں پھنسانیوالے

گلِ رخسارِ رسولِ عربی بہرِ خلیل
نارِ نمرود کو ہیں باغ بنانیوالے

بات بگڑی ہے معلیٰ کی بنالے تو ہی
وقتِ آخر میں او بگڑی کے بنانیوالے

یہ نہ سمجھو کہ نبیؐ ملنے سے کیا ملتا ہے
بخدا اُن کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے

لیتے ہی نامِ مبارک جو ہم ملتے ہیں لب
نعمتِ خلد سے بھی بڑھکے مزا ملتا ہے

خواہشِ ظلِّ ہما دل سے نکل جاتی ہے
درِ حضرت کا جسے سایہ ذرا ملتا ہے

شبِ معراج میں یہ کہتی ہیں حورین باہم
اپنے محبوب سے اب دیکھو خدا ملتا ہے

چھوڑ کر کوئے نبیؐ جاتے ہیں کیوں خلد کو لوگ
نہیں معلوم انہیں اُن جائے میں کیا ملتا ہے

یاالٰہی بڑھے ہر دم مرضِ عشقِ نبیؐ
مجھے اس درد میں بھی لطفِ شفا ملتا ہے

ہوتی ہی موئے مبارک کی زیارت جو نصیب — خواب میں حضرتِ موسیٰ کو عصا ملتا ہے

ہر دم آتی ہی جو دل میں رخِ پرنور کی یاد — لطف اسمیں مجھے ہر روز نیا ملتا ہے

خاک اُس پائے مقدّس کی کہاں ہم کو نصیب — جتنا تقدیر کا اپنی ہی لکھا ملتا ہے

اُس مہِ برجِ شرف سی ہمیں ملنا ہو نصیب — جیسے خورشیدِ منوّر سے سُہا ملتا ہے

نامِ حضرت کے وسیلے سی ہی ہوتی ہی قبول — جب ہمیں موقعِ اظہارِ دعا ملتا ہے

دل سے آنکھوں کو لگا لیں ملک و جن و بشر — کب کسی کو ترا نقشِ کفِ پا ملتا ہے

حشر کی گرمی میں اے ظلِّ عطوفت والے — آسرا کس کو ترے در کے سوا ملتا ہے

غزلِ نعتیہ کی ہے جو یہ دربار میں پیش — آج دیکھیں ہمیں انعام میں کیا ملتا ہے

نعتیہ سُن کے یہ اشعار کہیں حشر میں لوگ
اب معلّیٰ کو بھی بخشش کا صلا ملتا ہے

سر کے بل جلدی سی چل سوچ میں بیٹھا کیا ہے — دیر چلنے میں مدینے کے معلّیٰ کیا ہے

سونپ دے کام سب اپنے تو خدا کے اوپر — کارِ دنیا تری تدبیر سے ہوتا کیا ہے

آ نہیں سکتا ہوں آپ کی جب تک نہ کشش — دیر بندے کی طلب میں مرے مولا کیا ہے

اجل آنیکو ہے اور پاس نہیں زادِ سفر — نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

چلکے دہلیز پہ آقا کی پہنچ جا جلدی — عمرِ دو روزہ کا دنیا میں بھروسا کیا ہے

بہرِ مدفن ملے تھوڑی سی مدینے کی زمیں — اس سوا اور مرے دل کی تمنا کیا ہے

قبر سے اٹھوں تو ہنگامۂ محشر سے کہوں — حضرت آرام میں ہیں شور یہ غوغا کیا ہے

منکرِ قولِ شفاعت سے ہے جی میں پوچھوں
معنیٔ آیت یُعطِیکَ فَتَرضیٰ کیا ہے

سب کے اخلاق سے افضل ہو نہ کیوں خُلقِ نبی
لعلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ سے اشارا کیا ہے

فتحِ مقصد کے لئے ذاتِ مبارک ہے کلید
آیتِ اِنّا فتحنا کا معمّا کیا ہے

مَن رَانِی فَقَد رَاَی الحق کا ارشاد ہے خاص
آپ کو حق کہیں گر لوگ تو بیجا کیا ہے

عرض کر دونگا ہوا میں جو غلاموں میں شریک
اب کسی چیز کی شاہا مجھے پروا کیا ہے

دیکھے نعلین مجھے حشر میں فرمائیں حضور
تیرا مقصودِ دل اب باقی معلّی کیا ہے

رخِ حضرت سے فزوں حسن میں زیبا کیا ہے
سامنے اُس کے مہ و مہر کا جلوا کیا ہے

پیشِ حضرت کسی مخلوق کا رتبہ کیا ہے
سامنے جلوۂ خورشید کے ذرّا کیا ہے

محوِ دیدارِ رسولِ عربی کیوں نہ رہوں
اس سے بڑھکر کوئی عالم میں تماشا کیا ہے

آستاں بوسیٔ حضرت سے جو حاصل ہے شرف
کیا کہوں میرا بلندی پہ نصیبا کیا ہے

میرا مدفن ہو مدینہ ہے تمنائے دلی
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

سجدۂ نقشِ قدم سے جو مجھے روکتا ہے
تونے واعظ شہِ لولاک کو سمجھا کیا ہے

میں بھی یوسف کی خریداری میں ہوتا ہوں شریک
نعت گوئی کا مجھے ورنہ سلیقا کیا ہے

دم نکل جائے شبیہ کی تمنا میں میرا
مجھے اس شہر سے بڑھکر کوئی پیارا کیا ہے

لے زنانِ بلدِ مصر قمر سے پوچھو
تم نے یوسف کا مرے حسن ابھی دیکھا کیا ہے

ہوگئے آپ جو اے حضرتِ موسیٰ مدہوش
درجۂ طور کہو عرش سے اونچا کیا ہے

رات دن وردِ زباں ہی جو ہے مرے ذکرِ درود | اِس سے بڑھکر کوئی بتلائے وظیفہ کیا ہے
ہوں گنہگار نہیں پاس مرے زادِ عمل | ذاتِ حضرت کے سوا مجھکو سہارا کیا ہے
داغِ عشقِ شہِ دیں قبر میں دکھلادونگا | گر ملک پوچھیں کہ تجھ پاس وثیقا کیا ہے

اے معلیٰ اُٹھو جلدی سے مدینے کو چلو
چھوڑدو چھوڑدو دنیا کا بکھیڑا کیا ہے

دلِ بستہ گیسوئے رسولِ عربی ہے | جاں شیفتہ موئے رسولِ عربی ہے
ارشادِ خدا ہے لَعَلیٰ خُلُقٍ عظیم | قرآں صفت خوئے رسولِ عربی ہے
کہدے یہ کوئی حضرتِ زاہد سے ہمارا | سر سجدہ میں دل سوئے رسولِ عربی ہے
پُوچھے جو کوئی کعبۂ مقصود ہمارا | طاقِ خمِ ابروئے رسولِ عربی ہے
منظور جنھیں ہے وہ ابھی دیکھ لیں چلکر | فردوسِ بریں کوئے رسولِ عربی ہے
رشکِ سہی و غیرتِ سروِ چمنِ خلد | زیبا قد دلجوئے رسولِ عربی ہے
ہو جائیں نہ کیوں نافۂ آہو کے ہرن ہوش | عنبر سے سوا بوئے رسولِ عربی ہے
انوارِ تجلائے خداوند جہاں سے | روشن رخِ نیکوئے رسولِ عربی ہے
جس نور کے پرتو سے ہی سب دہر منور | پرنور عجب روئے رسولِ عربی ہے
دیدارِ الٰہی سے نہ اک ذرہ بھی جھپکی | کیا نرگس جادوئے رسولِ عربی ہے
نظارۂ دیدارِ خدائی کیلئے صاف | آئینہ بنا روئے رسولِ عربی ہے
مخلوق میں یہ کس کو ہوا رتبہ میسر | اللہ رضا جوئے رسولِ عربی ہے

رحمت سے تو بخش اپنی معلّی کو الٰہی
اک ادنیٰ ثناگوئے رسولِ عربی ہے

جب زباں پر مری حضرت کی ثنا آتی ہے
آفریں کی مجھے ہر سُو سے صدا آتی ہے

دور کر شوق سے آنکھوں میں لگا لیتا ہوں
گرد لیکر جو مدینے کی صبا آتی ہے

مشتعل جبسے ہے سینے میں مرے آتشِ شوق
نفسِ تُند سے بھی گرم ہوا آتی ہے

نام پر اُس شہِ والا کے جو پڑھتا ہوں درود
حور لب پر مرے ہونیکو فدا آتی ہے

مضطرب ہوتا ہوں جب ہجرِ مدینہ میں کبھی
پنکھا جھلتی ہوئی جنت کی ہوا آتی ہے

اے مسیحا ترے بیمارِ محبت کے لئے
ہاتھ میں لیکے اجل جامِ شفا آتی ہے

یادِ انہارِ مدینہ میں مرے اشکوں سے
ابرِ رحمت کے برسنے کی صدا آتی ہے

دیکھکر کہتے تھے حضرت کو ملک کون ہیں یہ
جنکے چہرہ سے نظر شانِ خدا آتی ہے

جوش زن سینے میں ہے بحرِ غمِ عشق تو بول
بات کرتا ہوں تو رونیکی صدا آتی ہے

آرزو ہے کہ غزل سُن کے یہ فرمائیں حضور
تیرے اشعار میں بھی بوئے وفا آتی ہے

نعتیہ شعر میں پڑھتا ہوں معلّی جس دم
کان میں عرش سے تحسین کی صدا آتی ہے

بندگی جبسے پسند اللہ کو آئی آپ کی
ہو گئی تختِ حکومت سب خدائی آپ کی

دیکھکر خالق نے شانِ مصطفائی آپ کی
اپنی سب مخلوق پر عزت بڑھائی آپکی

کیوں نہ ہو شاہا مسلّم رہنمائی آپ کی
راہِ وصلِ حق ہے سب دیکھی دکھائی آپکی

ہے مطیعِ حکمِ عالی خلقتِ عالم تمام
کی جو راہِ منزلِ مقصود کی دل نے تلاش
ہو کے خوش ارشاد فرمایا علیٰ خُلُقٍ عظیم
خانۂ دل کو مرے آباد آ کر کیجئے
ہے نگینِ دل پہ کندہ نامِ والائے حضور
آفتابِ نور والا کیوں نہ ہر ذرہ میں ہو
آپ کا بندہ سمجھکر ہٹ گئے منکر نکیر

دیکھکر یہ شوکتِ فرماں روائی آپ کی
دیو ڑھی مجکو فرشتوں نے دکھائی آپ کی
نیک خصلت حق تعالیٰ کو جو بھائی آپ کی
ہو گئی ویران یہ بستی بسائی آپ کی
الفتِ مُہرِ نبوت کام آئی آپ کی
جلوہ گر ہر شئی میں ہے جلوہ نمائی آپ کی
کیا حمایت قبر میں ہے کام آئی آپ کی

ہے خداوندِ جہاں قرآں میں اُنکا مدح خواں
کیا پسند آئے **معلی** ژاژخائی آپ کی

حشر سے ہم کو ڈراتے ہیں یہ تقویٰ والے
کر مدد اے شہِ دیں انّا فتحنا والے
بندے سے ہم بھی تری درگاہ کے ہیں یا در ہے
مغفرت خواہ کھڑے ہیں ترے در پر لاکھوں
اوج پر عرش کے پہنچا قدمِ پاکِ نبی
ہے ید اللہ سے حاصل ید طولا جو تمہیں
آپ نے اُستنِ حنّانہ کو رتبہ جو دیا
قدِ پُر نور کا پر تو نہ بنا سایہ بھی

المدد اے شہ یعطیک فترضٰی والے
بیطرح ہم کو ڈراتے ہیں مسیحا والے
بھول جانا نہ کہیں ہم کو اے مولا والے
اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحیٰ والے
رہ گئے نیچے سبھی عالمِ بالا والے
کفِ حسرت نہ ملیں کیوں یدِ بیضا والے
رشک سے سوکھ گئے سدرہ و طوبیٰ والے
ہیں کدھر آئیں مقابل قدرِ عنا والے

حسن کا تیرے خریدار جو اللہ بنا — دنگ حیرت میں ہیں یوسف بھی زلیخا والے
رخ روشن کی ضیا سے تو مٹا دی جلدی — ظلمت کفر کو اے زلف چلیپا والے

اے معلیٰ دکن ہند سے اب جلد چلو
منتظر بیٹھے ہیں سب یثرب و بطحیٰ والے

اے شہ ملک عرب یثرب و بطحیٰ والے — تیرے محتاج شفاعت ہیں یہ دنیا والے
بخشوالو ہمیں اے اِنّا فتحنا والے — قہقہے ہم پہ لگاتے ہیں یہ تقویٰ والے
ہم تو ہیں کعبہ ابرو کے ترے سجدہ گزار — بازی لیجائیں گے کیا ہم سے کلیسا والے
دین احمد ہی کا سکہ چلے عالم میں تمام — دیں فروشی نہ کریں تا کہیں دنیا والے
آپ ہی کیجئے سرسبز مری کشت امید — اے شہ ختم رسل گنبد خضرا والے
راکب ناقہ قسویٰ کے ہیں ہم دل سے غلام — نجد کو جائیں جو ہیں ناقہ لیلےٰ والے
دیکھ لیں صاحب واللیل کی زلفوں کا جمال — سامنے آئیں ذرا زلف چلیپا والے
بادۂ عشق نبی سے جو چکھیں یک قطرہ — مست تا حشر رہیں ساغر و مینا والے
دیکھ لیں آکے جو حسن لب اعجاز نبیؐ — زندہ ہو جائیں گے سارے دم عیسیٰ والے
مہدئ دین کریں جلد آکے ہدایت سب کو — سوئے کعبہ بھی جھکیں مسجد اقصیٰ والے

ہے تمنا کہ یہ فرمائیں قیامت میں حضور
بخش دو سب کو جو ہیں لوگ معلیٰ والے

تن مدینے میں نہ رہنے کے جو قابل ہووے — روضۂ پاک کے زینے پہ پڑا دل ہووے

دست و پا گر نہیں قابل تو سر آنکھوں سے تو چل
طے مدینے کی کسی طرح سے منزل ہووے

ہو گئی دولتِ دیدار ہے گو یا کہ نصیب
جسکو دیدارِ نبی خواب میں حاصل ہووے

دست بستہ میں کروں عرض سب احوالِ دلی
روضۂ پاک جو آنکھوں کے مقابل ہووے

یاد میں خنجرِ ابروئے شہِ دیں کی مدام
کیوں نہ پہلو میں تڑپتا دلِ بسمل ہووے

قیدئ زلفِ رسولِ عربی کہلاؤں
طوق گردن میں ہو پاؤں میں سلاسل ہووے

چشمِ جادو نگہِ شاہِ رسل کا ہوں مریض
مرضِ دل مرا عیسیٰ سے نہ زائل ہووے

یوسفِ حسن کو اک عمر کنوئیں جھنکوائے
کبھی وہ ماہ جو یوسف کے مقابل ہووے

ہیں رسولِ عربی جب مرے حامی ہر دم
کیوں نہ آسان معلیٰ مری مشکل ہووے

تیری ہر حال میں اے میرے خدا چلتی ہے
بات بندوں کی ترے سامنے کیا چلتی ہے

سانس جب نزع میں با یادِ خدا چلتی ہے
فوجِ ابلیس میں نکبت کی ہوا چلتی ہے

اپنے افعال کا باعث ہے نزولِ آفات
یعنی اعمال کی شامت سے وبا چلتی ہے

اے مسیحائے زماں حالتِ بیمار نہ پوچھ
نہ غذا چلتی ہے اُس سے نہ دوا چلتی ہے

مجھے یاد آتی ہے گلزارِ مدینہ کی بہار
جانبِ غرب سے جب کوئی ہوا چلتی ہے

دم بدم طاقتِ بیمار گھٹی جاتی ہے
نبض بھی چلتی ہے تو دھیمی ذرا چلتی ہے

ہے غضب دیدہ و دانستہ بھی اغماض انکا
ہم وفاداروں پہ کیا تیغِ جفا چلتی ہے

کر دیا جنبشِ ابرو نے معلیٰ بسمل

عجب انداز سے یہ تیغِ ادا چلتی ہے

پھر مدینے کو الٰہی میرا جانا ہو جائے
مرنے جینے کا وہیں کاش ٹھکانا ہو جائے

خارِ حسرت کا نہ باقی رہے کھٹکا کوئی
تیرِ مژگاں کا دلِ زار نشانا ہو جائے

جائے سر سے نہ کبھی شورشِ سودائے نبی
لیلیٰ زلف کا مجنوں دلِ دانا ہو جائے

محوِ دیدارِ شہِ دین رہیں آنکھیں میری
حور و غلماں کی طرف سارا زمانا ہو جائے

بنکے دیوانہ پھروں مثلِ اُویسِ قرنی
میرا مشہور زمانے میں فسانا ہو جائے

نامِ حضرت پہ لٹا دوں میں اسی اک پل میں
گر میسر مجھے قاروں کا خزانا ہو جائے

کوئی لیجائے بنا کر مجھے مجرم ہی وہاں
اُن سے ملنے کا کسی طرح بہانا ہو جائے

التجا تجھ سے معلّیٰ کی یہی ہے اے موت
حشر تک اُس کا مدینہ ہی ٹھکانا ہو جائے

اُسی کا سب ظہورا جا بجا ہے
وہی اک قابلِ حمد و ثنا ہے

درِ حضرت پہ جو دل سے فدا ہے
وہ بندہ خاصِ منظورِ خدا ہے

جو دل پر غلبۂ خوف و رجا ہے
نہیں معلوم اُنہیں منظور کیا ہے

مچا رکھی ہے اک عالم میں اندھیر
عجب یہ زلف بھی کالی بلا ہے

کلیجے سے لگا کر ہنس کے بُولے
کہو کیا اب تمھارا مدّعا ہے

مدینے میں مریں یا ہم دکن میں
نجانے کیا مقدر میں لکھا ہے

کرو اس خانۂ دل کو نہ ویران
تمھاری خاص یہ دولت سرا ہے

کہاں ڈھونڈوں کدھر جاؤں کروں کیا | وہ عنقا کی طرح سے بے پتا ہے
خیالِ سوزِ عشقِ شعلہ رو نے | جلا کر خاک دل کو کر دیا ہے
ہے اِس کا غم کہ لیکر بارِ عصیاں | فقط میں ہوں خدا کا سامنا ہے

جو ہذیاں بک رہی ہو اے معلّیٰ
تمہارے بھی جنوں سر پر چڑھا ہے

مدینہ بھی عجب ذی رتبہ و بے مثل بستی ہے | وہاں ہر آن خدائے پاک کی رحمت برستی ہے
نہ فکرِ مفلسی ہے کچھ نہ خوفِ تنگدستی ہے | جب اُن کے فضل کے بازار میں ہر چیز سستی ہے
ہے کافی رہنما شرعِ نبی سیدھے چلے آؤ | رہِ عشقِ الٰہی میں بلندی ہے نہ پستی ہے
جو آیا ہے فقلنا کُن لکم مضمون قرآں میں | بیانِ حالِ وصفِ صنعتِ چالاک دستی ہے
اُس ابرو کے اشارے سب جلالی و جمالی ہیں | یہ تیغِ اصفہانی ہر دو جانب خوب کستی ہے
رہا کرتی ہے جسکی دل میں حسرت باغِ جنت کے | مدینہ کچھ عجب ہی پُر فضا گلزار بستی ہے
یک ابرو کے اشارے سے ہزاروں قتل ہوتے ہیں | عجب شمشیر ہے اک دم میں لاکھوں پر برستی ہے
سمائے دوسرا کیونکر ہماری چشمِ حق بیں میں | مئے خُمخانۂ توحید کی آنکھوں میں مستی ہے
دلیلِ معنیٔ لولاک سے یہ بات ثابت ہے | کہ ذاتِ پاکِ حضرت باعثِ ایجادِ ہستی ہے
اگر دیں ابر سے تشبیہ ہم بخشش کو حضرت کی | تو بجلی خندۂ دنداں نما سے ہم پہ ہنستی ہے
بیانِ فاتبعونی سے یہ حجت مسلم ہے | کہ طاعت احمدِ مرسل کی عین حق پرستی ہے
نہ ہو کیوں صحبتِ صالح سے حاصل نفع طالب کو | معطر ہوتی ہے وہ شئے جو عطرِ گل میں بستی ہے

وہاں لیجا کے وہ آبِ دمِ شمشیر دیتے ہیں
جہاں جاں عاشقوں کی پانی پانی کو ترستی ہے

علو ہے رتبہ عالی ہمتوں کا خاکساری سے
وہی پلّہ گراں ہوتا ہے جو مائل بہ پستی ہے

وہاں ہم دل جلوں کا اے معلیٰ خاص مسکن ہے
بجائے ابرِ باراں جس جگہ آتش برستی ہے

طاقت نہ اس زباں میں حمد و ثنا کی ہے
قدرت نہ ذکرِ نعتِ رسولِ خدا کی ہے

دیوار جو محیط یہ ارض و سما کی ہے
کوٹھی مرے حضور کے دولت سرا کی ہے

کیوں طور پر ہی موسیٰ عمراں فقط ہیں غش
یثرب کے ہر جبل میں تجلّی خدا کی ہے

دوڑے ہوئے مدینے کو جائیں مریضِ جرم
تولید اس زمین میں خاکِ شفا کی ہے

ملتا ہے رہنے والوں کو فردوس کا مزا
تاثیر یہ مدینے کی آب و ہوا کی ہے

جرمِ گنہ کی رحمتِ عالم سے شرم ہے
حالت ہمارے دل میں جو خوف و رجا کی ہے

اڑ کر چلا ہے کس کا مدینے کو خطِ شوق
جانِ حزیں ردیف جو پیکِ صبا کی ہے

جس سرزمین کا عرشِ معلیٰ کو رشک ہے
یہ شان بارگاہِ رسولِ خدا کی ہے

عرشِ بریں پہ جس شہِ دیں کا قیام ہے
اُس شاہِ انبیا کا معلےٰ غلام ہے

تیغِ نگاہ مستعدِ قتلِ عام ہے
زلف اک طرف بچھائے ہوئے اپنا دام ہے

ایثار مال و زر میں خیالِ عوام ہے
جاں دینا راہِ عشق میں مردوں کا کام ہے

کچّے جو دل کے لوگ ہیں ہو اُن سے نفع کیا
دیتا نہیں زباں کو مزا پھل جو خام ہے

خورشیدِ حشر کی ہیں گرمی سے خوف کیا
سر پہ ہمارے سایۂ خیر الانام ہے

مرنے سے پیشتر نہ ہو جس زندگی میں موت
ایسی سلامتی کو ہمارا اسلام ہے

اُمید ہے کہ حشر کے دِن جامِ مغفرت
وہ دیں گے جنکے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

لعلِ لب اور گوہرِ دندانِ یار کا
یاقوت خانہ زاد ہے ہیرا غلام ہے

دینگے وہی جگہ مجھے زیرِ لوائے حمد
محمود جنکا حشر میں اعلےٰ مقام ہے

حرص ایک جان کیلئے کیوں اتنی منعمو
دنیائے دوں میں اپنا دو روزہ قیام ہے

جلد آؤ سر سے چلکے مدینے کو عاصیو
بخشش کا واں کھُلا ہوا دربارِ عام ہے

طے ہو یہ راہِ منزلِ مقصود کس طرح
حیرت کا ہر جگہ میں معلیٰ مقام ہے

جو وصل کی صورت شبِ معراج ہی ہے
حضرت کا بھی کیا مرتبہ اللہ غنی ہے

ارشادِ دم "لحمک لحمی" سے علیؑ کو
حاصل ہوا زورِ درِ خیبر شکنی ہے

تا دیدہ جو حضرت پہ فدا جاں ہی ہماری
جاری یہ فقط فیضِ اُویس قرنی ہے

کیا کوئی بھلا ہو سکے اُس ذات سے ہمسر
مختارِ خدائی کا وہ شاہِ مدنی ہے

مومن کے نہ کیوں دل میں ہو حبِ شہِ لولاک
پھیلی جو مشامات میں بوئے سمنی ہے

کیا اُس سے کرے دعوئے آزادگی کوئی
وہ گلشنِ تقدیس کا سروِ چمنی ہے

حسنِ قدِ بے سایہ پہ کیوں دل نہ فدا ہو
عالم سے نئی آپ کی تصویر بنی ہے

حضرت کی بدولت تنِ تاریک جہاں میں
کس حسن سے اسلام کی تنویر چھنی ہے

ہے عنبرِ سارا سے فزوں نکہتِ گیسو — خوشبو سے خجل نافۂ مشکِ ختنی ہے

بے خوف مدینے کو چلو جلد معلّٰی
بیجا یہ تمہیں خوفِ غریب الوطنی ہے

آقا جو ہمارا شہِ مکّی مدنی ہے — ہم پر یہ بڑا فضلِ خداوندِ غنی ہے
آنکھوں میں بسی صورتِ ماہِ مدنی ہے — کیا پتلیوں کی شان بھی اللہ غنی ہے
حضرت کو کیا حق نے جو مختارِ شفاعت — اُمت کی سبھی بگڑی ہوئی بات بنی ہے
اے ہادیٔ دیں منزلِ مقصود دکھا دو — ابلیس لعیں مستعدِ راہ زنی ہے
کہتے ہیں اشارے سے مرے پنجۂ مژگاں — اِن آنکھوں میں نقشِ قدمِ پنجتنی ہے
پھیرے جو کوئی منہ قدمِ آلِ نبیؐ سے — مردود ہے وہ قابلِ گردن زدنی ہے
کیوں چشمِ ملائک نہ ہو اس نور سے روشن — جسکی جسدِ عرش پہ تنویر چھنی ہے
صاف اُس کمرِ پاک سے ٹپکے کا نکلنا — کافی یہ دلیل ازپئے نازک بدنی ہے
ہے عشقِ نبیؐ میں جو ان آنکھوں سے نکلتا — خونِ جگری مثلِ عقیقِ یمنی ہے
حضرت ہی مجھے بارِ تعلق سے نکالیں — گردن میں مری طوق یہ ہفتاد منی ہے
برآئے مدینے میں بہ ہنگام یہ الٰہی — دل میں جو تمنائے غریب الوطنی ہے
قرب قدمِ پاک ہو دل کو مرے حاصل — ہر چند جدا مثلِ اویسِ قرنی ہے
جلد اے شہِ دیں دام سے ہو اسکے رہائی — دل میرا اسیرِ غمِ دنیائے دنی ہے
اے رہبرِ دیں مکر سے اب اس کے بچا لو — یہ نفسِ شقی مستعدِ راہ زنی ہے

طوبیٰ کو ہے اُس شوخ کے سائے کی تمنا
گلزارِ رسالت کا جو سروِ چمنی ہے

کرتا ہے مدینے کا سفر رہ کے وطن میں
دِل محوِ خیالاتِ غریب الوطنی ہے

اے شاہ معلّیٰ کو گناہوں سے بچالو
خادم یہ حُسینی ہے غلامِ حَسنی ہے

صفت ہوائے مدینہ کی جب بیاں کیجیے
درود پڑھیئے تو آغازِ داستاں کیجیے

سُہاناپن وہ مدینے کا کیا بیاں کیجیے
جناں کو رکھ کے مقابل میں امتحاں کیجیے

حصارِ عرشِ بریں کو شرف ملا جس سے
زمیں یہ اُس کی فدا سا تو آسماں کیجیے

تصور آپ کہاں تک کریں گے حضرتِ دِل
نظارا اُس کا ذرا چل کے بھی وہاں کیجیے

کِسی طرح سے پہونچکر درِ مدینہ پر
فدائے روضۂ اقدس جسم و جاں کیجیے

حضور زندہ بلالیں مجھے و یا پسِ مرگ
کسی طرح سے مرے دِل کو شادماں کیجیے

محیط اگرچہ ہی دریائے نعتِ مصطفوی
سفینۂ عمر کا اِس بحر میں رواں کیجیے

سوار ناقۂ قصویٰ کی پائے بوسی کا
اب انتظار کہاں تک اے ساربان کیجیے

جو نعت گوئی سے اے دل گناہ بخشے گئے
ادائے شکر علی الرغمِ دشمناں کیجیے

کریگا مشکلیں آساں وہی معلّیٰ آپ
خدا سے حالتِ مجبوری سب بیاں کیجیے

جہاں میں آج شاہِ انبیا کی آمد آمد ہے
ہمارے پیشوا اور رہنما کی آمد آمد ہے

ہیں محوِ روشنائی مہر و مہ و انجمِ گردوں
ضیائے نورِ حضرتِ مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

شعاعِ پرتوِ مہرِ رسالت سے ہے دل روشن
فیوضِ جلوۂ نورِ خدا کی آمد آمد ہے

بشارت ہے گنہگارانِ اُمت کو۔ کہ عالم میں
شفیع المذنبین خیر الوریٰ کی آمد آمد ہے

نہ کیوں قفلِ دلِ عشاق فرحت سے کشادہ ہو
کلیدِ مخزنِ صدق و صفا کی آمد آمد ہے

دلِ بستاں ترو تازہ ہے کیفِ جامِ وحدت سے
سحابِ رحمتِ ربّ العُلیٰ کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلادِ حضرت کی تجلّی سے
دلوں پر آج فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

ادائے جشنِ میلادِ مبارک کیلئے ہر جا
گروہِ ساکنِ ارض و سما کی آمد آمد ہے

نہ کیوں پھولے پھلے فرحت سے نخلِ آرزو اپنا
کہ دنیا میں جنابِ مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

نہ کیونکر رشک سے خم گردنِ چرخِ بریں ہوئے
زمیں پر پرتوِ ظلِّ خدا کی آمد آمد ہے

دُرِ مقصود سے کیونکر نہ پُر دامن ہمارا ہو
وہ بحرِ قلزمِ جود و سخا کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلاد کے باعث ہر دل میں
مضامینِ کلامِ باصفا کی آمد آمد ہے

عجب پرنور ہے یہ شب کہ جسکی شادمانی سے
تجلیہائے فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

مٹے کیونکر نہ اس شب میں جہاں سے کفر کی ظلمت
کہ ذاتِ پاکِ احمد مجتبیٰ کی آمد آمد ہے

ادب سے سر جھکا کر سجدۂ شکر اب ادا کیجیے
معلّیٰ خواجۂ ہر دو سرا کی آمد آمد ہے

نہ نیکی ہے نہ کچھ زادِ سفر ہے
الٰہی تیری رحمت پر نظر ہے

جوانِ روزوں درِ احمد پہ سر ہے
دماغ اپنا معلّیٰ عرش پر ہے

اگر دوزخ گنہگاروں کا گھر ہے
بتا اے رحمتِ حق تو کدھر ہے

تمھاری زلف کے سودے میں دن رات
نہ پوچھو حالت بیماری عشق
نہ ہو حیراں نظر کر دل کے اندر
عجب آئینہ دل ہے مصفا

سراسیمہ پریشاں ہر بشر ہے
کبھی تپ ہے کبھی درد جگر ہے
خدا ہیں آئینہ پیش نظر ہے
کہ عاشق جس پہ خود آئینہ گر ہے

معلائے حزیں جان اور دل ہے
غلام درگہ خیر البشر ہے

خوش آئے دل کو نہ کیونکر ہوا مدینے کی
ثنا کریں جو رسول خدا مدینے کی
بھلا وہ کیسے ہو جنت کی سیر پر مائل
خدائے پاک کرے وصف جسکا قرآں میں
فرشتے آکے جو کرتے ہیں آستاں بوسی
پیے جحیم میں جاکر مدام نار جحیم
خدا کے واسطے اے ساکنان کوئے نبی
خیال اسکا عزیزو نکل سکے کیونکر
نہ ہوگا دخل عدو حشر تک کبھی اس پر
میں سوئے خلد بھلا واعظا چلوں کیونکر
کہو طبیب سے بہر مریض عشق رسول

ہے باغ خلد سے بڑھکر فضا مدینے کی
برائی کوئی کرے کیا بھلا مدینے کی
بچی ہے جسکی نظر میں ادا مدینے کی
میں کس زباں سے کروں پھر ثنا مدینے کی
عجیب شان ہے صل علی مدینے کی
خوش آئے جسکو نہ آب و ہوا مدینے کی
کبھی ہمارے لئے بھی دعا مدینے کی
ہمارے سینے میں دل ہیں ہے جا مدینے کی
رکھے گا حق یونہی حرمت سدا مدینے کی
بندھی ہے پاؤں میں میرے حنا مدینے کی
ذرا سی چاہئے خاک شفا مدینے کی

یہی دعائے معلّیٰ ہے وقتِ آخر میں
نصیب موت ہو مجھکو خدا مدینے کی

اے دل ہے فکر کیوں تجھے روزِ حساب کی
اُمت میں ہیں جنابِ رسالت مآب کی

ہے نیند میں جو روئے نبیؐ کا مجھے خیال
یُوسف سی چل کے پوچھیئے تعبیر خواب کی

ہر دم خیالِ گردشِ چشمِ رسولؐ میں
حالت نہ دل کے پوچھیئے کچھ اضطراب کی

کوئے نبیؐ کو چھوڑ کے رہتا ہے ہند میں
مٹی خراب ہے دلِ خانہ خراب کی

میری غشی کا شربتِ دیدار ہی علاج
کہدو طبیب سے نہیں حاجت گلاب کی

قاصد فقط سلام مرا جاکے عرض کر
کچھ خط کی آرزو نہ طلب ہے جواب کی

حق ہی کریم اُس کے نبیؐ بھی کریم ہیں
زاہد کو فکر کیوں ہے ثواب و عذاب کی

کیونکر نہ مو بمو دلِ عالم اسیر ہو
زلفِ نبیؐ ہے کیا کہوں کس پیچ و تاب کی

بارِ گُنہ سے خم ہوں ضعیفی میں یا نبیؐ
حسرت ہی رہ گئی مرے لمبیں شباب کی

یارب غلامئ درِ احمدؐ نصیب ہو
جنت کی آرزو ہے نہ خواہش ثواب کی

کحل البصر بناؤں میں آنکھوں کے واسطے
مل جائے پھر جو خاک درِ بو تراب کی

نامِ رسولِ پاک معلّیٰ نہ بھولئے
تسبیح رات دن ہے یہی شیخ و شاب کی

دیکھتے روضۂ پُر نور کو آتے جاتے
بختِ خوابیدہ کو غفلت سی جگاتے جاتے

کبھی اُس روضۂ اقدس پہ تصدق ہوتے
حالِ دل رُو رُو کے حضرت کو سُناتے جاتے

ملتے سنگِ درِ دلبر پہ جبیں کو اپنی
آتشِ شوق کو ہر لحظہ بجھاتے جاتے
آبِ گریہ سے دلِ سوختہ ٹھنڈا کرتے
سرِ شوریدہ کو سجدے میں گراتے جاتے
دور سے گنبدِ خضرا کا نظارا کرتے
روز و شب حسرتِ دیدار میں آتے جاتے

حرمِ پاک کی جاروب صفائی کے لئے
مژۂ چشمِ معلّیٰ کو بناتے جاتے

یاد جب روضۂ اقدس کا جمال آتا ہے
جلوۂ طور کا آنکھوں میں خیال آتا ہے
جب تصور میں رُخِ پاک پہ کرتا ہوں نظر
مردمِ دیدہ کو بھی لطفِ وصال آتا ہے
یاد جب سینۂ پُر نور کی آتی ہے مجھے
ہر بُنِ مو کو میرے وجد سے حال آتا ہے
عمر فرقت میں مدینے کی کٹی جاتی ہے
بس اسی کا مجھے ہر لحظہ خیال آتا ہے
حسرت و شرم سے ہو جاتا ہوں پانی پانی
یاد جب دل میں مجھے عشقِ بلالؓ آتا ہے
نام لیوا ہوں تمھارا میں فقط اے شہ دیں
اِس سوا کچھ نہ مجھے اور کمال آتا ہے
مصرفِ راہِ مدینہ کے نہ قابل ہو اگر
کام کیا خاک ہمارے زر و مال آتا ہے
شوقِ دیدارِ مدینہ میں چلے جاتے ہیں دن
کب نہ معلوم وہاں جانے کا سال آتا ہے
مرحبا کہتا ہے سُن سُن کے میرے نعتیہ شعر
جب ملک قبر میں از بہر سوال آتا ہے

عشق حضرت کا معلّیٰ نہیں زائل ہوتا
گرچہ ہر چیز کو دنیا میں زوال آتا ہے

اکسیر سے غرض نہ ہمیں کیمیا ملے
بس ہم کو خاکِ پائے رسولِ خدا ملے

دل میں مرے رہی گی نہ جنت کی آرزو
مجھ کو اگر مدینے میں تھوڑی سی جا ملے

کیوں ہو نہ خواہشات سبھی عالم کے وہ بری
حق مل گیا اُسے جسے خیر الوریٰ ملے

ہو گا نہ خوف گرمیٔ خورشیدِ حشر سے
سایہ جسے مدینے کی دیوار کا ملے

سمجھونگا اُس کو کحلِ بصر طوطیائے چشم
گر خاکِ کوئے خواجہ ہر دو سرا ملے

رحمت کا حق کی ہے شبِ میلاد میں ظہور
کیونکر قبولیت سے نہ دستِ دعا ملے

ملنا کسی کو ایسا نہ ہرگز ہوا نصیب
جیسے خدا سے حضرتِ خیر الوریٰ ملے

آوارہ وارِ غم سے گریباں کروں نہ چاک
دامن حضور کا جو بروزِ جزا ملے

حضرت سے جا کے میں بھی خدایا ملوں کبھی
جیسے کسی امیر سے ادنیٰ گدا ملے

شاہِ رسل کے ملنے سے ملتا ہے حبِ خدا
اِس کے سوا دلا تجھے پھر اور کیا ملے

اللہ سے یہی ہے معلیٰ مری دعا
کوئی ملے ملے نہ ملے مصطفےٰ سے ملے

اے میاں فاتحِ ابوابِ شفاعت والے
سب طفیلی ہیں ترے جتنے ہیں جنت والے

آپ کے مصحفِ رخ کا نہ ہوا وصف تمام
لکھتے لکھتے تھکے دنیا کے کتابت والے

معجزہ آپ کا لاثانی ہے قرآنِ مجید
لکھ سکے ایک بھی آیت نہ فصاحت والے

آپ کے بندۂ احسان ہیں سارے مومن
آپ کے فیض سے کہلائے سعادت والے

ہو گی اُمت کے گنہگاروں کی بخشش جس دم
منہ ہی تکتے رہیں سب بندۂ حسرت والے

دم بدم صبحِ قیامت کے ستم سہتے ہیں
کیا تڑپتے ہیں تمہاری شبِ فرقت والے

صدمۂ ہجر میں روتے ہیں معلیٰ دن رات
ایک ہم بھی ہیں مدینے کی محبت والے

ہیں اہلِ دیں تمام اسی پر اڑے ہوئے
رتبے ہیں بعد حق کے ہیں حضرت بڑے ہوئے

قطرے عرق کے جسمِ براقِ حضور پر
ابریشم سیہ پہ تھے موتی جڑے ہوئے

ہر وقت حکمِ رب سے پئے انتظامِ کار
در پر ہیں شاہِ دیں کے ملائک کھڑے ہوئے

شوقِ لقائے خاص میں روضے کے اردگرد
عشاق محوِ دید ہیں لاکھوں پڑے ہوئے

اعدا کی کیا ہوائے حسد سے اکھڑ سکیں
ہیں جنکے افتخار کے جھنڈے گڑے ہوئے

حضرت کے ساتھ فوج سماوی تھی جوق جوق
اگرچہ زمیں سے آپ روانہ چڑھے ہوئے

ہیں بھی شریک اُن کا معلیٰ رہوں بحشر
اُٹھیں گے جب بقیع کے مُردے گڑے ہوئے

شاہِ دیں کا جو عیاں رازِ نہانی ہو جائے
منکشف دہر میں ہر سرِ معانی ہو جائے

یاد آجائے جو انگشتِ مبارک کا اثر
ہر نئے ماہ کی تقویم پرانی ہو جائے

پڑے گر پرتوِ اصحابِ شجاعانِ عرب
ناتواں زال کا دل رستمِ ثانی ہو جائے

دم نکل جائے اگر نامِ شہِ دیں لیکر
تختِ تابوت مرا تختِ کیانی ہو جائے

جانبِ شہرِ مدینہ جو سر آنکھوں سے چلوں
صورتِ سطحِ زمیں بحر کا پانی ہو جائے

اُڑ کے پہنچونگا مدینے کو صبا صورتِ برق
اُس شہِ دیں کا جو یک جذبۂ آنی ہو جائے

یادِ انہارِ مدینہ میں جو روؤں دن رات
ابرِ رحمت مرے ان اشکوں کا پانی ہو جائے

دم نکل جائے مرا خاکِ مدینہ بنکر
مغفرت کیلئے حاصل یہ نشانی ہوجائے

حکم پھر آپکا جلدی سے ہو عیسیٰؑ پہ صدو
تا عیاں پر تو اعجاز بیانی ہوجائے

گر پڑے اسمِ جلالی کا شہِ دیں کے اثر
فانی اک آن میں سب عالمِ فانی ہوجائے

جلد دیدار مبارک ہمیں دکھلائیں حضور
دور رخساروں سے اب تُر بیانی ہوجائے

یوسفیؑ حسن فدا جن پہ ہے وہ آئیں نظر
تا میسر مجھے پیری میں جوانی ہوجائے

گر اب طول کلامی نہ تم اے حضرتِ دل
نعت گوئی نہ کہیں مرثیہ خوانی ہوجائے

ہے معلّیٰ بھی غلاموں میں ہمارے ہی شریک
روزِ حشر اتنا ہی ارشاد زبانی ہوجائے

نوبت نعت بجی آئی ہے
اے دل اب وقتِ جبیں سائی ہے

دل اُنہیں زلفوں کا سودائی ہے
اک جہاں جن کا تمنائی ہے

سنگ ریزوں کو پڑھائی تسبیح
فخرِ اعجازِ مسیحائی ہے

مارمیت کا بیاں سنتے ہیں
یدِ بیضا دمِ عیسائی ہے

سجدہ گنبدِ خضرا کے لئے
ختم سرِ گنبدِ مینائی ہے

فقر پر اپنے نہ کیوں فخر کروں
دولتِ دیں مرے ہاتھ آئی ہے

سانس سینے کی جو ہے مشک آگیں
کیا مدینے کی ہوا آئی ہے

ہوگئے مشتاقِ رخِ پاکِ نبیؐ
دیدۂ دل بھی تماشائی ہے

کرتے ہیں مردہ دلوں کو زندہ
آپ پر ختم مسیحائی ہے

حضرتِ حق کو بھی سب عالم میں
دیکھکر سُرمۂ چشم مازاغ
رشکِ چشم شہ دیں سے بے نور

آپ کی شکل پسند آئی ہے
چشم خورشید بھی پتھرائی ہے
دیدۂ نرگسِ شہلائی ہے

دلِ معلّی نہیں قابو میں مرا
یاد طیبہ کی مجھے آئی ہے

تیرے جھونکوں میں محبت کی جو بو آتی ہے
کیوں نہ حضرت کی ملاحت پہ ہو عالم شیدا
جب کبھی آتا ہے اُس روضۂ اقدس کا خیال
خاک اُڑا لاکے وہاں کی مری آنکھوں میں کبھی
کہدے حضرت سے یہ کوئی کہ مری جانِ حزیں
ہر گھڑی حورِ جناں روضۂ اقدس پر سے
کیوں نہ اُس ذات کا ہو عرشِ معلّی پہ دماغ
بہے جاتے ہیں مرے لختِ جگر اشکوں سے
باغ دنیا پہ عبث کیوں ہے دلِ زار فدا

اے صبا کونسے گلزار سے تو آتی ہے
کب مہ و مہر میں یہ طرز نکو آتی ہے
داغِ دل سے گُلِ فردوس کی بُو آتی ہے
اے صبا شہر مدینہ سے جو تو آتی ہے
آبِ کوثر کیلئے لیکے سبو آتی ہے
صدقے ہونیکیلئے کرکے وضو آتی ہے
حضرتِ حق کی ہمیں ان سے جسے بو آتی ہے
جسطرح گھانس کی پتّی لب جو آتی ہے
کیا تجھے اسمین وفا کی کبھی بو آتی ہے

کوئی کیا رتبہ حضرت کو معلّی سمجھے
نظر ان آنکھوں سے کب شانِ علو آتی ہے

حبِّ دنیا کی کڑی زنجیر توڑا چاہیے
رشتۂ الفت فقط حضرت سے جوڑا چاہیے

نعت گوئی میں جو ہر دم ڈیہاں کھلتا نہیں ‏— زور سے اِس قفل کی کونجی مروڑا چاہیے
ہجرِ حضرت میں دلِ مضطر مرا تھمتا نہیں ‏— بہرِ تسکیں شربتِ دیدار تھوڑا چاہیے
ہے رہِ شہرِ مدینہ ہی صراطِ مستقیم ‏— اے دلِ ناداں اس سے منہ کو موڑا چاہیے
جی میں ہے وحشت مدینہ جا کے دل کے آبلے ‏— نشترِ خارِ مغیلاں سے ہی پھوڑا چاہیے
تا نہ پھیرے منہ رہِ شہرِ مدینہ سے کبھی ‏— میرے اِس نفسِ شقی پر ایک کوڑا چاہیے
دیکھے غوطے آبِ نہرِ شہرِ یثرب میں دلا ‏— دامنِ تر دامنی اپنا نچوڑا چاہیے

سلسلہ زلفِ نبی کا اے معلّیٰ ہے قوی
ہاتھ سے یہ عروۃ الوثقیٰ نہ چھوڑا چاہیے

فیوضِ مدفنِ سُلطانِ دیں سے ‏— اُٹھے ہیں نور کے بُکے زمیں سے
قیامِ ذاتِ ختم المرسلیں سے ‏— فلک جھک جھک کے ملتا ہے زمیں سے
تمنّا ہے مدینے کی زمیں پر ‏— چلیں ہم سر سے آنکھوں سے جبیں سے
دوائے دردِ دل حضرت سے لینے ‏— مسیحا آئیں گے چرخِ بریں سے
مضامینِ نعتیہ دل میں بھرے ہیں ‏— نکلتے گنج ہیں جیسے زمیں سے
قریب اپنی رگِ گردن سے ہے یار ‏— ذرا دیکھو نگاہِ دُور بیں سے
مزارِ فیض پر چل کر پڑھیں ختم ‏— ہے عرس اُن کا رجب کی تیرھویں سے

درِ حضرت نہ چھوڑو اے معلّیٰ
صدا آتی ہے یہ عرشِ بریں سے

سر کے بل طیبہ کو جانا چاہیے
جا کے پھر واں سے نہ آنا چاہیے

روضۂ اقدس کی گر ملجائے خاک
سرمہ آنکھوں میں لگانا چاہیے

پیشِ شاہِ دیں بصد عجز و نیاز
حالِ دِل اپنا سُنانا چاہیے

سایۂ دیوار میں گر جا ملے
اپنا بستر واں لگانا چاہیے

بہرِ آدابِ سلامِ شاہِ دیں
در پہ ہر دم سر جھکانا چاہیے

غسل کا جالی کے گر ملجائے آب
اُس میں کپڑوں کو بسانا چاہیے

واں کی گلیوں کے خس و خاشاک کو
اپنی آنکھوں سے اُٹھانا چاہیے

بہرِ سجدہ رات دن پیشِ نظر
آستانہ وہ سہانا چاہیے

اُس گُلِ خوبی کا جلوہ دیکھکر
مثلِ بلبل غُل مچانا چاہیے

رات دِن اُس لعل لب کے دھیان میں
خون آنکھوں سے بہانا چاہیے

اے **معلیٰ** ہے کشش حضرت کی گر
دِل کے سب ارمان بر آنا چاہیے

خدا سے ڈر نہ کر شکوے کسی کے
بُرے ہوں یا بھلے سب ہیں اُسی کے

جو بچ نکلیں دو عملے سے خودی کے
تو ہم کہلائیں سر تا پا اُسی کے

کسی کو کمر رکھیں دنیا میں اپنا
نہیں تو ہو رہیں ہم خود کسی کے

ہماری جان جائے گی کسی دن
یہی پہلو اگر ہیں دل لگی کے

محبت میں رسولِ ہاشمی کی
نکل جائیں گے ارمان سارے جی کے

وہ لذت آشنائے عشق ہوں میں
مزے دنیا کے سب ہیں مجھکو پھیکے

تو اُن کا ہو کے جب اُن کا نہیں ہے
کریں کیا مرنے والے تیرے بچکے

لبِ جاں بخش نے مارا ہے ہم کو
مزے کیا پوچھتے ہو زندگی کے

ہوا فرشِ زمیں عرشِ معلےٰ
تصدق جائیں نعلینِ نبیؐ کے

ازل سے لیکے جتنے انبیا ہیں
فدائی ہیں رسولِ ہاشمی کے

حیاتِ جاوداں ملتی رہی ہے
ہمیشہ مرنے والوں کو نبیؐ کے

ہماری بس یہی اک آرزو ہے
رہیں دونوں جہاں میں آپ ہی کے

تصور میں ہمیشہ اے **معلےٰ**
رہیں پھیرے مدینے کی گلی کے

حُبِّ محمدی کا جو دل میں خیال ہے
یہ فضلِ ایزدی کرمِ ذوالجلال ہے

ہر چیز جس کے ذکر میں شیریں مقال ہے
اُس کا ادائے وصف زباں محال ہے

کیا کوئی دم محبتِ خالص کا بھر سکے
واں دم زدن کی بھی نہ کسی کو مجال ہے

مہ کے جو اک اشارے میں دو ٹکڑے کردئے
جنبش کا ابروؤں کی یہ ادنیٰ کمال ہے

مدت سے تشنہ لب ترے در پر ہوں ساقیا
دے وہ مئے حرام جو دیں میں حلال ہے

کافی ہے ہم کو خاکِ درِ حضرتِ رسولؐ
ہے دل میں شوقِ زر نہ تمنائے مال ہے

جس کی تلاش ہم کو **معلےٰ** تھی مدتوں
موجود اپنے پاس وہ صاحب کمال ہے

خوشی ہے اس لئے بادِ صبا کے آنے کی | خبر لے آتی ہے خیر الورا کے آنے کی
خوشی ہے کوئے نبی سے صبا کے آنیکی | مریض کو ہے تمنا دوا کے آنے کی
ملائکہ کو ہوا حکمِ حق کہ عالم میں | خبر سنا دیں حبیبِ خدا کے آنے کی
ہیں آسمان پہ صف بستہ مہر و ماہ و نجوم | جہاں میں دھوم ہے اُس مہ لقا کے آنے کی
پئے تماشہ نہ کیوں آئیں خُلد سے حوریں | خبر ہے مالکِ ارض و سما کے آنے کی
جہاں سے ظلمتِ کفر و نفاق کیوں نہ مٹے | خوشی ہے حضرتِ خیر الورا کے آنے کی
تراتے پھرتی ہی گلشن میں آج بادِ بہا | خبر جو لائی ہے اُس دلربا کے آنے کی
سزا کا خوف ہو کیوں عاصیانِ اُمت کو | خوشی ہے شافعِ روزِ جزا کے آنے کی
ازل سے لیکے ابد تک ظہور ہے جسکا | خوشی ہے اُس شہِ ہر دوسرا کے آنے کی
لگی ہوئی ہے مدینے کی طائرِ دل کو | جو راہ دیکھ رہا ہے صبا کے آنے کی

دلِ معلّٰی بصد فرطِ شوق پہلو میں
منا رہا ہے خوشی مصطفٰے کے آنے کی

جہاں میں ہے شبِ میلادِ مصطفٰے کی خوشی | ہے جشنِ مولدِ سلطانِ انبیا کی خوشی
نہ چھوڑ جلسۂ میلادِ شاہِ دیں کو ولا | کہ اس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی
کہیں ہے بزمِ سماع اور کہیں ہے مجلسِ ذکر | عجیب لطف دکھاتی ہے جابجا کی خوشی
ہے کوئی محوِ تجلی ہے کوئی نغمہ سرا | کہ دیکھنے کے ہے قابل سب انبیا کی خوشی
نتیجہ اس کا ہمیشہ خوشی دکھائے گا | ہے عاشقوں کے دلوں میں جو انتہا کی خوشی

ہو صبح عید سے بڑھ کر نہ کیوں شب میلاد
ہے آج آمد سردار دوسرا کی خوشی

تھی ذکریاؑ کو خوشی چند روز یحییٰؑ کی
ولادت شہ دیں ہو گئی سدا کی خوشی

ازل سے ہے شب میلاد مصطفٰےؐ کا خیال
ہے ابتدا سے مرے دل میں انتہا کی خوشی

معلّیٰ فرط مسرت سے دل اُچھلتا ہے
نہ پوچھو ہے مجھے اسوقت کس بلا کی خوشی

جب خیال رخ محبوب خدا آتا ہے
مردم دیدہ کو اک خاص مزا آتا ہے

جانب شہر مدینہ سے جب آتی ہے صبا
ہوش بیمار محبت کو ذرا آتا ہے

عرش پر جاکے جو اک آن میں واپس آئے
کون اس راہ سے حضرت کے سوا آتا ہے

ہوتی ہے شہر مدینہ میں اُسی کو صحت
دل میں جو لیکے تمنائے شفا آتا ہے

دیکھکر چرخ پہ حضرت کو یہ عیسٰیؑ نے کہا
کونسا آج یہ خورشید لقا آتا ہے

دم بدم یاد جو آتی ہے نبیؐ کی صورت
نزع میں ہچکیوں کا دل کو مزا آتا ہے

غیر محدود ہے وصف شہ دیں ہے یہ دلیل
دل میں ہر لحظہ جو مضمون نیا آتا ہے

چل **معلّیٰ** ہے مدینہ ہی شفا خانۂ دل
جو وہاں جاتا ہے وہ لیکے شفا آتا ہے

کس گل خوبی کی بُو پائی ہے
ہر کلی محو خود آرائی ہے

ابر رحمت کی گھٹا چھائی ہے
آج میخواروں کی بن آئی ہے

ساقیا دے مجھے وہ جام شراب
جو شریعت میں حلال آئی ہے

وہ مئے صاف کہ جسکی ہیں نے | خاص قرآں سے خبر پائی ہے
دے وہ مے جسکو یدِ قدرت سے | عاشقوں کیلئے کھچوائی ہے
مئے وہ انجیر جناں سی ہو کھچی | جسکی خالق نے قسم کھائی ہے
جس کے خواہاں تھے جنید و شبلی | ہر ولی اُس کا ہی شیدائی ہے
وہ مئے صاف جسے پینے سے | بھائی منصور کو رسوائی ہے
مئے میخانۂ وحدت جس کا | خُم بنا گنبدِ مینائی ہے
تا ابد نشہ کی مستی کا سرور | جس کی کیفیت بالائی ہے
اُس کا پاکر اثرِ کیفِ خُمار | چشمِ مضطر میری پتھرائی ہے
کیفیت دل کی نہ میرے کم ہو | وہی مے دے جو مجھے بھائی ہے
یعنی دے۔ جامِ مئے حُبِّ نبیؐ | تجھکو خوب اُسکی شناسائی ہے
وہ نبیؐ جس کا نہیں کوئی نظیر | ختم جسکے لئے زیبائی ہے
ساری مخلوق کا سردار ہی وہ | جس کو حاصل شرف آبائی ہے
ان کے قامت کا نہ ہونا سایہ | یہی اک حجتِ یکتائی ہے
نور ہر ذرہ سے اُس کا ہی عیاں | گرچہ وہ مہر نہ ہر جائی ہے
دیکھ لے اسمیں تجھے گر شک ہو | خلق من نوری حدیث آئی ہے

تم مدینے کے ہی دیوانے رہو
اے معلّی یہی دانائی ہے

خدا کی یاد میں باہم چلے چلو تو سہی
نہ بیش ہو تو فقط کم چلے چلو تو سہی

اگرچہ سخت ہی منزل کڑی ہی مگر یارو
قدم اُٹھاؤ بلا غم چلے چلو تو سہی

وہ کہہ رہا ہے بارشاد جاھِدُوا فیہ
تباہی دیں گے تمہیں ہم چلے چلو تو سہی

اِذا نسیتَ فاذکر اسی کا ہی ارشاد
جب آئے یاد اُسی دم چلے چلو تو سہی

معلّیٰ دیکھو سلامت روی اسی میں ہے
نبیؐ کے دھیان میں ہر دم چلے چلو تو سہی

مری آنکھوں میں دلمیں سر میں جائے غوثِ اعظم ہی
مرا سینہ ہی یا دولت سرائے غوثِ اعظم ہے

ولائے حضرتِ خالق ولائے غوثِ اعظم ہی
رضا اللہ کی عین رضائے غوثِ اعظم ہے

مکرم ہو عجب شانِ علائے غوثِ اعظم ہے
رقابِ اولیا پر نقش پائے غوثِ اعظم ہے

شمیمِ نکہت فرقِ نبیؐ سے باغ عالم میں
مہکتی ہر طرف بوئے وفائے غوثِ اعظم ہے

عطا کرتی ہی ہر دم نورِ حق چشمِ بصیرت کو
عجب کحل الجواہر خاکِ پائے غوثِ اعظم ہے

وہی دانائے رازِ عالمِ سرِّ الٰہی ہی
دلِ دیوانہ جسکا مبتلائے غوثِ اعظم ہے

تجلی ہو کرے خورشید بھی ظلمت میں پوشیدہ
وہ روشن پرتوِ نورِ ضیائے غوثِ اعظم ہے

ہیں سب عاشق خدا کے اور یہ معشوقِ الٰہی ہیں
ولی کون اس مراتب کا سوائے غوثِ اعظم ہے

بروں حمد بیاں سے شان محبوب خدا کی ہے
زباں کب قابلِ حمد و ثنائے غوثِ اعظم ہے

مجھے دیدار اُن کا ہو نصیب اے خالقِ عالم
نگاہِ دیدہ مشتاقِ لقائے غوثِ اعظم ہے

وہی برحق ولی ہیں شک نہیں انکی ولایت میں

معلّیٰ گردنوں پر جنکی پائے غوثِ اعظم ہے

کیا شانِ آستانہ ذیشانِ غوث ہے
چرخ بریں بھی زینۂ ایوانِ غوث ہے

خوفِ گنہ سے چاک گریباں ہے کس لئے
دستِ طلب میں گوشۂ دامانِ غوث ہے

دیکھو تم آکے جانبِ بغداد طالبو
مفتوح خوانِ نعمتِ احسانِ غوث ہے

سارے مطیعِ حکم ہیں جن و ملک پری
چرخ بریں بھی تابعِ فرمانِ غوث ہے

گردوشِ اولیاء پہ قدم ہو تو کیا عجب
بڑھکر ملک سے رتبۂ دربانِ غوث ہے

مقبول وہ معلّیٰ رسولِ خدا کے ہیں
کب میرا وصف لائق وشایانِ غوث ہے

کیا شور و غل اٹھی یہ کون و مکاں میں ہے
کس کی خوشی کا شہرہ زمین آسماں میں ہے

مصروف اہتمام ہیں ہر سو ملائکہ
چرچا یہ کس نوید کا حورِ جناں میں ہے

آنکھیں کئے ہوئے ہیں ستارے جو فرشِ رہ
کس رشکِ آفتاب کی آمد جہاں میں ہے

ہیں کسکی پیشوائی پہ مامور انبیاء
کس کے ظہورِ نور کا غل قدسیاں میں ہے

مشعل فروزِ دہر بنے ہیں جو مہر و ماہ
یہ ٹھاٹ روشنائی کا کیوں آسماں میں ہے

شہرت ہے کسکے آنکی عالم میں مشتہر
جوشِ خوشی جو آج دلِ انس و جاں میں ہے

کہرام کیوں یہ فوجِ شیاطیں میں ہے مچا
ابلیس آج خاک بسر کیوں جہاں میں ہے

کس کیلئے ورود کا ہے وردِ ہر طرف
صلِّ علیٰ کا ذکر یہ کیوں ہر زباں میں ہے

نرگس کی ہے کھلی ہوئی کیوں چشمِ انتظار
ہر مرغ پر پھلائے ہوئے آشیاں میں ہے

تعظیم کیلئے ہے کھڑا سروِ راست قد — کو کو کا شور قمریوں کے کیوں دہاں میں ہے
سنبل ہی بال کھولے ہوئے کس کے جوگ میں — کس زلفِ عنبریں کا اثر گلستاں میں ہے
حیرت یہ میری دیکھ کے ہاتف نے کی ندا — ناداں ہی کس خیال میں تو کس گماں میں ہے
میلادِ شاہِ ہر دوسرا کا ہے آج دن — شادی کا اُس کی جشن یہ ہر دو جہاں میں ہے
محبوبِ خاص ہی وہ خدائے کریم کا — مطلع یہ نعتیہ بھی اُسی شہ کی شاں میں ہے

مطلع

شاہِ رُسل کا شہرۂ آمد جہاں میں ہے — بے مثل و بے نظیر جو کون و مکاں میں ہے
ظاہر میں گرچہ احمدِ بے میم ہے لقب — کیا جانے کوئی کون وہ سرِ نہاں میں ہے
دیتی خبر ہے اور ہی کچھ شانِ مارمیت — ہر چند وہ بصورتِ انساں جہاں میں ہے
مضمون جس کی مدحتِ خُلقِ عظیم کا — آیا کلامِ پاک خدائے جہاں میں ہے
اللہ کے حبیب کا کیا وصف کر سکیں — طاقت کہاں ہمارے دلِ ناتواں میں ہے
حضرت کے روئے پاک سے تشبیہ کیسے دیں — خوبی کہاں یہ صورتِ شمسِ جہاں میں ہے
خلاق نے جو اُمتِ حضرت ہمیں کیا — تابِ ادائے شکر کہاں اس زباں میں ہے
شانِ احد کا آئینہ ہے حسنِ احمدی — انساں حجابِ میم کے باعث گماں میں ہے

مانگو جو مانگنا ہو معلّی بصد خلوص
اک خاص درد آج دلِ نیمجاں میں ہے

تضمین بر قصیدہ حضرت قدسی علیہ الرحمہ

اسمِ اعظم ہو تم اللہ کے اے خاص نبی	شانِ حمد آپ کے ہیں نامِ مبارک میں نبی
گر کہوں مظہرِ حق تم کو نہیں بے ادبی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حکم بندوں پہ جو کرنا ہوا حق کو منظور	خود ہوا گویا زباں سے تری اے مظہرِ نور
تا سمجھ لیں کہ نہیں تجھ سے جدا ربِّ غفور	ذاتِ پاک تو کہ در ملکِ عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

آپ کے کوچے کا سگ کب ہے سگِ کہف سے کم	کہاں حاصل یہ فضیلت مجھے اے شاہِ امم
رہتی ہے اس کی ندامت مرے دل میں ہر دم	نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

انا بشر کے بھی ارشاد سے ثابت یہ ہوا	کہ حضور آئے ہیں سب روپ بدل کر اپنا
اس لئے حضرتِ قدسی نے معمے میں کہا	نسبتِ نیست بذاتِ تو بنی آدم را

زانکہ از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

فیض بخشی کے بھرے آپ میں سارے ہیں صفات	سب کو ہے آپ کی ہی ذات سے امیدِ نجات
کیجئے رحم غریبوں پہ کچھ اے مظہرِ ذات	ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگزرد تشنہ لبی

کر کے طے مکے سے تا بیت مقدس شب بہشت
فرش سے عرش تلک آن میں کی آپ نے گشت
کیوں نثار آپ پہ حوریں نہ کریں نور کے طشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

فلک چار پہ ہی رہے عیسیٰ غمناک
طور تک پہنچکے موسیٰ بھی رہے چھانتے خاک
پر کسی کو نہ ملا نبیوں میں یہ رتبہ پاک
شب معراج عروج تو گزشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

جرم و عصیاں کے سبب سے اے شہ مطلبی
ہے اسیر الم و درد معلائے غبی
کہہ نہیں سکتا ہے کچھ حال غم نیم شبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پئے درماں طلبی

ساقی نامہ

ساقی دے جام بادۂ عشق محمدی
کم ہو نہ دل سے کیفیت کیف سرمدی
سر میں ہو ایسی مستی سرشار و بیخودی
مستانہ طرز دل کی ہو ہر آں جدی جدی

اس نشۂ خمار میں سرمست میں رہوں
زنجیر موج مے کا ہی پابست میں رہوں

وہ مے دے جسکے مست تھے صدیقِؓ ذو وقار
وہ مے تھا جس کا حضرتِ فاروقؓ کو خمار
وہ مے تھے جسکی کیف میں عثمانؓ نامدار
مخمور جس کے شوق میں تھے شاہِ ذوالفقار

جس سے حسنؓ کو زہر میں حاصل مزا ہوا
اور حضرتِ حسینؓ نے جامِ اجل پیا

وہ مے خمیر جس کا شراب طہور ہے
بھٹی کی جس کے آگ کا اک شعلہ طور ہے
دل جسکی گرمجوشی سے موسیٰؑ کا چور ہے
ہر رنگ ہر صفت میں اُسی کا ظہور ہے

وہ مے جو آفتاب کی چھلنی میں ہو چھنی
انگورِ زخمِ شق قمر سے وہ ہو بنی

وہ مے ہو پینا جس کا شریعت میں بھی حلال
ہو تیز پیروں کی طریقت میں دھیمی چال
حاصل ہو اُس سے معرفتِ حسنِ ذوالجلال
کھلجائے جان و دل پہ حقیقت کا ہر کمال

حاصل مدام عالمِ قدسی کی سیر ہو
انجام کار بادہ پرستاں بخیر ہو

ہر قطرہ اُس کا جوشِ محبت میں ہو بھرا
بانگِ الست قلقلِ مینا کی ہو صدا
دے اس کا نشہ رنج و بلا میں بھی خوش مزا
ساغر ہو اس کا غیرتِ جامِ جہاں نما

دل میرا اُس کے پیتے ہی مستی میں چور ہو
رگ رگ میں جلوہ گر مرے حضرت کا نور ہو

پیشِ نظر ہو ابر کی گھنگور وہ گھٹا
سایہ فگن جو تھا سرِ حضرت پہ دائما

حورِ جناں کو رشک ہو اُسکے خمار کا
وہ دور ہو کہ ٹوٹے نہ پھر اُس کا سلسلا

حاصل ہو کیفِ مستیٔ عشقِ بلالؓ کی
طرزِ اویسؓ ادا ہو مری مست چال کی

مجھ میں ہو اُس کے نشّہ سے حالت پدید ہو
دِل محوِ نحن اقرب حبل الورید ہو
حاصل مذاقِ کیفیتِ بایزید ہو
ہر شب شبِ برات ہو ہر روز عید ہو

منصور خُم کے خُم مجھے بادہ مدام دیں
ہر لحظہ دورِ جام نیا صبح و شام دیں

وہ مَے ہو فیضِ حضرتِ محبوب سے بھری
آجائے اُس کے نشہ سے ہر عضو میں تری
پی جاؤں دستِ پیر سے اپنے ذری ذری
بوتل نہ دِل کی خالی بغل میں ہو دھری

ہو ہو کا شور میری زباں سے بلند ہو
ہر لحظہ دم بدم مری مستی دوچند ہو

ہو اُس میں ذوقِ خواجۂ اجمیر بھی ملا
اور شورِ دل شریک ہو بابا فرید کا
شامل ہو شوقِ حضرتِ اوشی کا بھی ذرا
اور جوشِ عشقِ صابرِ مخدوم ہو بھرا

ایسا غلامِ خاص (معلّیٰ) کو جام دے
ساقی مرے خدا تجھے عالی مقام دے

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

مشتہر ہیں جو کرامات شہ جیلانی اولیاء میں نہیں جنکا کوئی ہمسر ثانی

ہے روایت یہ عیاں شیخ علی ہیتی سے اپنے مکتوب میں ملفوظ وہ یوں فرمائے

یعنی یک روز وہ محبوب خدائے اکبر واسطے وعظ کے تھے زیب فزائے منبر

مجلس وعظ میں اک تاجر خوش اعتقاد بیٹھے سنتا تھا بدل وعظ و نصیحت ارشاد

درد معدہ نے کیا یک بیک اسکو بیدم صورت نزع تھی وہ درد نہ تھا ہوتا کم

درد سہنے کی نہ تھی تاب اُسے کچھ مطلق مارے بیتابی کے بیخود تھا وہ اور رنگ تھا فق

موت کے آنیکو صحت سے فزوں جانتا تھا ملک الموت کے آنے کو شگون مانتا تھا

کہتا تھا یا رخدایا میں بھی یہ کس رنج میں ہوں کب تلک درد مصیبت کی مضرت کو سہوں

نہیں معلوم الٰہی کہ ہو کیا میرا حال ایک دم کیلئے جینا جو ہوا مجھکو محال

درد پر طرہ مصیبت پہ مصیبت یہ ہوئی یعنی لاحق اُسے حاجت کی ضرورت بھی ہوئی

اس مصیبت پہ زیادہ یہ ہوا اور غضب باختہ ہو گئی ہوش و حواس اُسکے سب

رفع حاجت کیلئے اُٹھ کے نہ جا سکتا تھا حال دل کا نہ کیسکو بھی سنا سکتا تھا

دل میں کہتا تھا الٰہی میں عجب درد میں ہوں کب تلک آخر الم و رنج و مصیبت یہ سہوں

استقدر حال ہوا اس کا جو بیحد مجبور — اپنی بیتابی کی حالت میں تھا از بس معذور

الغرض ہو کے وہ لاچار بصد عجز و نیاز — استعانت کا شہ دیں کی ہوا وہ دمساز

دل میں کہنے لگا یا غوث مدد کی جا ہے — یہ غلام آپکا مہمان کوئی دم کا ہے

رحم گر آپ نہ کیجیے مری بیتابی پر — نکل آئیگی ابھی تن سے یہ جان مضطر

اتنے میں وہ شہ محبوب خدائے عالم — حال بیتابی سے واقف ہوئے اسکے یکدم

بس وہیں چھوڑ کے منبر کے وہ زینے پر سے — تاجر خستہ کی امداد کو جبدم اترے

حال اُسوقت کا فرماتے ہیں یوں شیخ علی — رمز پوشیدہ ہے اس بھید کے واقف بھی وہی

یعنی جسوقت وہ محبوب خدائے اکبر — زینے زینے جو قدم رکھتے تھے زیر منبر

وہیں تاثیر کرامت سے بحرب معبود — ہوئی تصویر شہ پاک کی منبر پہ نمود

وعظ کرتی تھی وہ تصویر بہ تنویر بیاں — محفل وعظ میں تا ہو نہ خلل کوئی عیاں

مجلس وعظ میں جو لوگ کہ حاضر تھے وہاں — نہ کسی طرح کا ہمتا کے بیاں پر تھا گماں

یقین اس بات کا تھا سب کو کہ شاہ والا — وعظ کہتے ہوئے منبر پہ ہیں نور افزا

اور ادھر تاجر مضطر کے قریں جا کے حضور — ہوئے مصروف بہ دلجوئی حال رنجور

آستین اپنی وہیں سر پہ جو اسکے رکھدی — اضطرابی جو تھی تاجر کو وہ سب جاتی رہی

کھول کر آنکھ غشی سے جو وہ دیکھا یکبار — اُس پہ کچھ اور ہی حالت ہوئی اُسدم اظہار

یعنی وہ حال تو ہے وعظ کی مجلس وہ نہیں — ہے نگاہوں میں جدھر دیکھو اُدھر دشت و زمیں

مرغزار ایک نمودار ہے زیر کہسار — نہر اک جاری ہے اور گرد ہیں اُسکے اشجار

آدمی زاد سے جب دشت وہ خالی پایا
بے تکلف وہ جواں پھر سوئے اشجار آیا

رفعِ حاجت سے جو کی اُس نے فراغت حاصل
ہو گیا دل سے وہیں درد و اَلم سب زائل

پھر لبِ نہر پہ وہ مردِ بعزّ و تمکیں
آبدست اور وضو سے ہوا فارغ بھی وہیں

لیکن اک جھاڑ پہ تاجر نے بوجہِ عجلت
جھیلہ کونجی کا رکھا تھا دمِ رفعِ حاجت

کونجیوں کو وہیں اُس شاخِ شجر پہ بھولا
قدرتِ حق سے کھلا اور ہی کچھ گُل اُس جا

یعنی اس مرشدِ عالم شہِ دیں پرور نے
آستیں اپنی اٹھائی جو سرِ تاجر سے

اب جو تاجر نے نظر کی تو نہ تھا وہ صحرا
محفلِ وعظ وہی اور وہی چرچا تھا

اضطرابی بھی نہ تھی اور نہ تھا دردِ شکم
تھی بحال اُسکی طبیعت نہ تھا کچھ رنج و الم

دیکھکر حال وہ یہ اپنا بہت شاداں تھا
چاہتا تھا کرے اُس شہ پہ دل و جاں قرباں

لیک حضرت نے بتاکید کیا تھا ارشاد
زندگی تک نہ کھلے راز یہ اے نیک نہاد

وعظ کے بعد وہ جسوقت مکاں میں آیا
کونجیوں کا وہ خزانے کی جھیلہ پایا

کچھ دنوں بعد خیال اُس کو سفر کا جو ہوا
گھر سے فوراً وہ تجارت کی غرض سے نکلا

شہر سے اپنے گیا دور جو چودہ منزل
ہوا اک دشتِ طرحدار میں جاکر داخل

ہو کے حیرت زدہ کرنے لگا ہر سمت نظر
ہے وہی شہر وہی دشت وہی شاخِ شجر

کونجیوں کا اُسی یکدم جو خیال آیا وہاں
دیکھتا کیا ہے کہ جھیلہ بھی لٹکتا ہے عیاں

کونجیاں لیکے شجر سے بہ تعجب اُس دم
شہرِ مقصود کو راہی ہوا با جاہ و حشم

گم شدہ کونجیاں کیا ہاتھ لگیں اُسکو وہاں
حسنِ نیت سے ہوا رازِ نہاں اُس پہ عیاں

حال باطن کا سراسر ہوا مشہود اسے	ملگئی گویا کلید درِ مقصود اُسے
بغداد میں کتنا ہی تھا وہ خوش قسمت	جس نے پائی شہِ والا کی وہ بزمِ صحبت
حیف ہم بھی اگر اسوقت پہ حاضر رہتے	حال بتیابی کا اپنی شہِ دیں سے کہتے
کس قدر خستہ و غمگیں دلِ ناشاد ہیں ہم	قیدئی نفس ہیں کیسے کہیں آزاد ہیں ہم
حرصِ دنیا میں عبث عمر بسر کرتے ہیں	ایسے جینے پہ پھر افسوس کہ ہم مرتے ہیں
التجا ہے ترے محبوب کا صدقہ یارب	غوثِ اعظم شہِ مرغوب کا صدقہ یارب
حیدرآباد دکن سے ہمیں جانا ہو نصیب	جاکے بغداد سے تا مرگ نہ آنا ہو نصیب
جل سکے نزع میں تا ہم پہ نہ مکرِ شیطان	اور ہو جائیں سبکدوش ز بارِ عصیاں

ہے تمنائے معلّی یہی تجھ سے ہر دم
سر ہمارا ہو اور اُس شاہِ مکرم کا قدم